عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہم

عادِل سُہیل ظفر

adilsuhail@gawab.com

تیسری اشاعت

موضوعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والو ، اُن کی عظمت کو بُلند کرنے والو، سنو ، اُنہوں نے فرمایا ہے ﴿ کُلُّ أُمَّتِی یَدخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَن أَبَی ﴾ قالُوا یا رَسُولَ اللَّهِ وَمَن یَأبَی ؟ قال ﴿ مَن أَطَاعَنِی دَخل الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِی فَقَد أَبَی ﴾ ﴿ میرے سارے اُمتی جنّت میں داخل ہوں گے سوائے (میری) بات سے اِنکار کرنے والوں کے ﴾ صحابہ نے پوچھا :: اے اللہ کے رسول ، کون بات سے اِنکار کرنے والا ہو گا ؟ تو فرمایا ﴿ جو میری بات پر عمل کرے گا وہ جنّت میں داخل ہو گا اور جو میری بات نہیں مانے گا وہ اِنکار کرنے والا ہے ﴾ (صحیح البُخاری ، کتاب الأعتصام بالکتاب و السُنّۃ / باب ۲ کی حدیث ، ۵)

مقدمہ

ربیع الأول اللہ کی طرف سے مقرر کردہ مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے ، جِس کے بارے میں قُرآن اور سُنّت میں کوئی فضلیت نہیں ملتی ، لیکن ہمارے معاشرے میں اِس مہینہ کو بہت ہی زیادہ فضلیت والا مہینہ جانا جاتا ہے اور اِس کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ اِس ماہ کی بارہ تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی ، اور پھر اِس تاریخ کو عید کے طور پر """منایا""" جاتا ہے ، یہ """عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم""" منانے کے لیے کیا کیا جاتا ہے وہ کِسی سے بھی پوشیدہ نہیں ، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اِس عید میلاد کی اپنی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ اور اِس میں کیئے جانے والے کاموں کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

کچھ عرصہ پہلے میں نے اِس موضوع پر ایک مضمون لکھ کر برقی ڈاک کے ذریعے نشر کِیا تو چند لوگوں کی طرف سے اُس پر اُعتراضات کیئے گئے اور کچھ باتیں سوالاً لکھ کر بھیجی گئی ، اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کی عطاء کردہ توفیق سے میں نے اُن کے جواب اِرسال کیئے ، مگر سوال کرنے والوں کی ہمت ساتھ نہ دے پائی اور میری طرف سے چار جوابات کے بعد ہی اُنہوں نے مزید خط و کتابت سے معذرت کر لی ، بہر حال اُنکے اُعتراضات کا یہ فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس موضوع پر علمی اور تحقیقی مواد تیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائی ، اور مزید یہ کہ میں اُس تمام مواد کو ایک کتاب کی شکل میں تیار کرسکوں ، جو اب آپکے زیرِ مطالعہ ہے ، الحمدُ للہ تعالیٰ ،

مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس """عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم""" کی تاریخ اور شرعی حیثیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے میں اُن لوگوں کے دلائل کا ذِکر کرتے ہوئے

اُن دلائل کا جواب دوں جو لوگ ''' عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''' کو ایک شرعی کام قرار دیتے ہیں اور اِسکے کرنے پر بڑے بڑے اُجر وثواب بیان کرتے ہیں ۔

غیروں کی نقالی کرتے ہوئے جو لوگ یہ ''' عید''' مناتے ہیں اُنکے پاس کُچھ ایسی باتیں ہیں جِن کو وہ اپنی دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں ، اور اُن باتوں کو بُنیاد بنا کر اپنی اِس ''' عید''' کو نیکی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیتے ہیں ، اور لوگوں کو گمراہ کرنے کیلیئے مندرجہ ذیل آیات ، اُحادیث اور منطقی دلائل کا سہارا لیتے ہیں ، پہلے اُن لوگوں کے دلائل کا اُجمالی ذِکر کروں گا اور پھر ہر ایک دلیل کا الگ الگ جواب اِنشاء اللہ تعالیٰ ، اگر کِسی پڑھنے کے ذہن و دِل میں کوئی اور سوال یا شک ہو تو بلا تردد رابطہ قائم کرے ، یہ کتاب ہر مُسلمان کے لیئے ہے ، جِس کا جی چاہے اِس کے نسخے کر کے اِسے تقسیم کرسکتا ہے لیکن کِسی بھی قِسم کی کمی یا زیادتی کے بغیر ، اللہ تعالیٰ اِسے میرے نیک اُعمال میں قبُول فرمائے ۔

عادِل سُہیل ظفر ۔

۱۴۲۶/۲/۲۳ ہجری ///// 04/04/2005 عیسوی

﴿ یَآ أیّھَا الذّینَ أمَنُوا لَا تَرفَعُوا أصوَاتَکُم فَوقَ الصَّوتَ النَّبِی وَ تَجھَرُوا لَہُ بِالقَولِ کَجَھرِ بَعضُکُم لِبَعض أن تَحبَطَ أعمَالَکُم وَ أنتُم لَا تَشعُرُونَ ﴾ ﴿ اے (لوگو) جو اُیمان لائے ہو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ہی اُس سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہو ، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اُعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو ﴾ س : الحجرات ، آیت ۲ ۔

تیسرے اصدار کا مقدمہ

کچھ دِن پہلے ایک ویب سائٹ www.forums.pk.com پر عید میلا د النبی کا موضوع شروع کیا گیا ، میرے ایک دو مراسلات کے جواب میں کچھ بھائیوں نے وہی دلائل ارسال کیے جِن کا جواب میں اِس کتاب میں تیار کر چکا تھا ، پس میں نے ایک ایک دلیل اور اُس کا جواب ایک ایک مراسلے کی صورت میں ارسال کرنا شروع کر دِیا ، پڑھنے والے بھائی شاید سرسری طور پر پڑھتے اور وہی دلائل جِن کے جواب بھیجتا رہا ، کئی بار دہراتے رہے ، اُن میں سے دو تین باتیں کچھ نئی تھیں ، جِن کا ذِکر و جواب سابقہ اصدار میں شامل نہیں تھا ، میں نے مُناسب خیال کیا کہ اب اِس نئے اصدار میں اُن کا جواب بھی شامل کر دوں ، اور اللہ کی عطاء کردہ توفیق سے اُن کا جواب اِس تیسرے اصدار میں دلیل ۱۱ ، اور دلیل ۱۲ اور اُنکے جواب کی صورت میں شامل ہے ،

اللہ تعالیٰ میرے اِس عمل کو قبُول فرمائے ، میری اور میرے تمام مُسلمان بھائی بہنوں کی ہدایت اور اُس ہدایت پر استقامت کا سبب بنائے ، اور دِین دُنیا اور آخرت کی خیر و کامیابی کا سبب بنائے ۔

عادِل سُہیل ظفر

۱۴۲۹/۱/۲۰ ہجری ///// 28/01/2008 عیسوی

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کے دلائل)

(۱) ﴿ و لقد أرسلنا موسىٰ بِاٰیٰتِنَآ أن أخرج قومك من الظُّلمٰتِ اِلى النُّورِ وَ ذَكِّرهُم بِأيّامِ اللّٰهِ إنَّ فى ذلك لأيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴾ ﴿ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو، اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ، اِس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں ﴾

سورت اِبراہیم/آیت ۵،

(۲) ﴿ ألم ترَ إلىٰ الَّذِينَ بَدَّلُوا نعمَتَ اللّٰهِ كُفراً وَ أحلُّوا قومَهُم دَارَ البَوَارِ ﴾
﴿ (اے رسول) کیا تُم نے اُنکو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کا اِنکار کِیا اور (اِس اِنکار کی وجہ سے) اپنی قوم کو تباہی والے گھر میں لا اُتاریا ﴾ سورت اِبراہیم/آیت ۲۸۔

(۳) ﴿ وَ أمَّا بِنِعمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث ﴾ ﴿ اور جو تمہارے رب کی نعمت ہے اُس کا ذِکر کِیا کرو ﴾ سورت الضُّحیٰ/آیت ۱۱۔

(۴) ﴿ قَالَ عِيسى ابنُ مَريَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنزِل عَلينَا مآئِدةً مِنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيداً لِّأوَّلِنَا وَ اخِرِنَا وَ أيَةً مِنكَ وَ ارزُقنَا وَ أنتَ خَيرُ الرَّازِقِينَ ﴾
﴿ مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر، (اُسکا نازل ہونا) ہمارے لیئے اور ہمارے پہلے اور بعد والوں کے لیے عید ہو جائے، اور تمہاری طرف سے ایک نشانی بھی، اور ہمیں رزق عطاء فرما تو ہی سب بہتر رزق دینے والا ہے ﴾

سورت المائدہ/آیت ۱۱۴۔

يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ (اے رسول) کہیئے (یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (سے ہے) لہٰذا (مسلمان) اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے ﴿٥٨﴾ سورت یونس۔

(٦) سورت الصّف کی آیت نمبر ٦ کے متعلق کہتے ہیں کہ اِس میں عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دی ہے اور ہم بھی اِسی طرح ""عید میلاد"" کی محفلوں میں حضور کی تشریف آوری کی خوشی کا اُحساس دِلاتے ہیں۔

(٧) اپنے طور پر اپنے اِس کام کو سُنّت کے مُطابق ثابت کرنے کے لیے، بات کو بالکل بالعکس رُخ دے کر کہتے ہیں کہ ""نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ولادت کی خوشی پر روزہ رکھنا اور فرمانا اِس دِن پیر کو میری ولادت ہوئی، خود ولادت پر خوشی منانا ہے""

(٨) کہتے ہیں کہ ""اُبولہب نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کِیا اور اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُسے جہنم میں پانی ملتا ہے، پس اِس سے ثابت ہوا کہ حضور کی پیدائش کی خوشی منانا باعثِ ثواب ہے""

(٩) کہتے ہیں کہ ""میلاد شریف میں ہم حضور پاک کی سیرت بیان کرتے ہیں اور اُن کی تعریف کرتے ہیں نعت کے ذریعے، اور یہ کام تو صحابہ بھی کِیا کرتے تھے، تو پھر ہمارا میلاد منانا بدعت کیسے ہوا؟""

(١٠) کہتے ہیں ""ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اُن کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں، اور جو ایسا نہیں کرتے اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مُحبت نہیں، وہ محروم ہیں""

(١١) اللہ کے فرمان ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ کی تفسیر میں عبداللہ ابن عباس

اورعُمر رضی اللہ عنہم کے ایک قول کو دلیل بنایا جاتا ہے، اورکس طرح بنایا جاتا ہے وہ جواب میں ملاحظہ فرمایئے ،

(۱۲) عالمی جشن ،

(۱۳) صحابہ کی محبت کا انداز وہ تھا ، اور اب وقت اورضرورت کے مطابق محبت کا انداز اور ہے ''''''''''''''''

ابھی گذشتہ سطور میں جو باتیں آپ نے پڑہی ہیں وہ ''' عیدمیلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''' منوانے اورمنانے والوں کے دلائل میں سے سب سے اَہم اور طاقتور ہیں ، اب ترتیب وار اُن کے جوابات لکھتا ہوں ،

(عیدمیلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی پہلی دلیل)

یہ صاحبان سورت اِبراہیم کی آیت ۵ کے ایک حصے کو بطورِ دلیل اِستعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ''' وَ ذَکِّرھُم بِأَیَّامِ اللَّہِ یعنی اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ ، کے حُکم پر عمل کرتے ہوئے بنی اِسرائیل روزہ رکھتے تھے اور ، حضور پاک بھی اِس کے لیئے روزہ رکھا کرتے تھے (اِن کی مراد یہاں عاشوراء کا روزہ ہے یعنی دس محرم کا روزہ) اور چونکہ حضور پاک اللہ کی نعمت ہیں لہذا ہم حضور پاک کی ولادت کی یاد میں جشن کرتے ہیں'''

:::::: جواب ::::::

مکمل آیت یوں ہے ﴿ و لَقَد أرسَلنَا مُوسَیٰ بِاَیَاتِنَآ أن أخرِج قَومَكَ مِنَ الظُّلُمَـٰتِ اِلَی النُّورِ وَ ذَکِّرھُم بِأَیَّامِ اللَّہِ ج إِنَّ فی ذَلِكَ لَأَ یَاتٍ لِکُلِّ صَبَّارٍ

شَـــکُــورٍ﴿۵﴾ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نِکالو ، اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ ، اِس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں﴿۵﴾

اگر اِس آیت کے بعد والی آیات کو پڑہا جائے تو یہ سمجھ میں آ جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اِس حُکم پر کیسے عمل کِیا ، اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد کروائِیں یا عید منانے کا حکم دِیا ؟؟؟

اور اگر یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ تفسیر کی معتبر ترین کتابوں میں اِسکی کیا تفسیر بیان ہوئی ہے تو اِن لوگوں کا یہ فلسفہ ہوا ہو جاتا ہے ، آیئے کچھ تفاسیر میں جھانکا جایا ،

اِمام محمد بن احمد رحمہُ اللہ تعالیٰ جو امام الــقُــرطبــی کے نام سے مشہور ہیں اپنی شہرہ آفاق تفسیر """ الجامع لِأحكام القُرآن """ میں اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں """" نعمتوں کو کبھی أیام بھی کہا جاتا ہے ، اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اور مقاتل (بن حیان رحمہُ اللہ تعالیٰ) نے کہا ::: اللہ کی طرف سے سابقہ اُمتوں میں جو واقعات ہوئے ::: اور سعید بن جبیر (رحمہُ اللہ تعالیٰ) نے عبداللہ بن عباس سے اور اُنہوں نے اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہم) سے روایت کِیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ایک دفعہ موسیٰ اپنی قوم کو اللہ کے دِن یاد کروا رہے تھے ، اور اللہ کے دِن اُسکی طرف سے مصیبتیں اور اُسکی نعمتیں ہیں ﴾ (یہ صحیح مسلم کی حدیث ۱۷۲ ، اور ۲۳۸۰ کا حصہ ہے) اور اِس میں دِل کو نرم کرنے والے اور یقین کو مضبوط کرنے والے واعظ کی دلیل ہے ، ایسا واعظ جو ہر قِسم کی بدعت سے خالی ہو ، اور ہر گمراہی اور شک سے صاف ہو""""

اِمام ابن کثیر رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کی تفسیر میں اِمام مجاہد اور اِمام قتادہ رحمہما

اللہ تعالیٰ کا قول نقل کِیا کہ اُنہوں نے کہا """ ﴿ وَ ذَكِّرهُم بِأَيَّامِ اللَّه ﴾ یعنی اِن کو اللہ کی مدد اور نعمتیں یاد کرواؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو فرعون کے ظُلم سے نجات دِی ، اور اُن کے دشمن سے اُنہیں محفوظ کِیا ، اور سمندر کو اُن کے لیے پھاڑ کر اُس میں سے راستہ بنایا اور اُن پر بادلوں کا سایہ کِیا ، اور اُن پر من وسلویٰ نازل کِیا ، اور اِسی طرح کی دیگر نعمتیں"""

غور فرمایئے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت میں اللہ کے دِنوں کی کیا تفسیر فرماتے ہیں ، کیا کہیں اُنہوں نے جشن میلاد منانے کا فرمایا یا خود منایا ؟؟؟؟؟ اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد کیوں نہیں آتا ہے کہ ﴿ يا أيها الذين ءامَنُوا لا تَقدِّمُوا بَينَ يَدى اللَّهِ و رَسُولَهِ و اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾ يا أيها الَّذِينَ آمَنُوا لا تَرفَعُوٓا أصواتَكُم فَوقَ صَوتِ النَّبِيِّ ، لا تَجهَرُوا لَهُ بِالقَولِ كَجَهرِ بَعضِكُم لِبَعضٍ أن تَحبطَ أعمالُكُم و أنتُم لا تشعُرُون ﴾ اے لوگو جو اِیمان لائے ہو ، اللہ اور اُسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آگے مت بڑھو اور اللہ (کی ناراضگی) سے بچو بے شک اللہ سُننے اور عِلم رکھنے والا ہے اے لوگو جو اِیمان لائے ہو ، نبی کی آواز سے آواز بلند مت کرو اور نہ ہی اُسکے ساتھ اُونچی آواز میں بات کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے ﴾ ،

پھر عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے یہ کلمہ گو بھائی ، بہن اِس آیت کے ساتھ دس محرم کے روزے کو منسلک کرتے ہوئے کہتے ہیں """ وَ ذَكِّرهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ یعنی اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ ، کے حُکم پر عمل کرتے ہوئے بنی اِسرائیل روزہ رکھتے تھے اور ، حضور پاک بھی اِس کے لیے روزہ رکھا کرتے تھے """

جی ہاں یہ درست ہے کہ بنی اِسرائیل اُس دِن روزہ رکھا کرتے تھے جس دِن اللہ

تعالیٰ نے اُنہیں فرعون سے نجات دی تھی اور وہ ہے دس محرم کا دِن ، اور بنی اِسرائیل اِس دِن روزہ کیوں رکھا کرتے تھے ؟؟؟؟؟ عید مناتے ہوئے یا اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ کرتے تھے جِس کا موسیٰ علیہ السلام نے اُنہیں حُکم دِیا ، ابھی ابھی اپنے اِس جواب کے آغاز میں ، میں نے لکھا کہ ''' اگر اِس آیت کے بعد والی آیات کو پڑہا جائے تو یہ سمجھ میں آ جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اِس حُکم پر کیسے عمل کِیا ، اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد کروائیں یا عید منانے کا حکم دِیا ؟؟؟'''

ملاحظہ فرمایئے ، قارئین کرام ، آیت نمبر ۵ کی بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ﴿ وَإِذ قَالَ مُوسَى لِقَومِهِ اذكُرُوا نِعمَةَ اللّهِ عَلَيكُم إِذ أَنجَاكُم مِّن آلِ فِرعَونَ يَسُومُونَكُم سُوءَ العَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبنَاءكُم وَيَستَحيُونَ نِسَاءكُم وَفِي ذَلِكُم بَلاء مِّن رَّبِّكُم عَظِيمٌ ﴿ ٦ ﴾ وَإِذ تَأَذَّنَ رَبُّكُم لَئِن شَكَرتُم لأَزِيدَنَّكُم وَلَئِن كَفَرتُم إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿ ٧ ﴾ وَقَالَ مُوسَى إِن تَكفُرُوا أَنتُم وَمَن فِي الأَرضِ جَمِيعاً فَإِنَّ اللّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿ ٨ ﴾ ﴾ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ اللہ نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دِی جو تم لوگوں کو شدید عذاب دیتی تھی کہ وہ لوگ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے (تاکہ اُنہیں لونڈیاں بنا کر رکھیں) اور اِس عذاب میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑا اِمتحان تھا ﴿ ٦ ﴾ اور (یہ نعمت بھی یاد کرو کہ) جب تمہارے رب نے تمہیں یہ حُکم دیا کہ اگر تُم لوگ شُکر ادا کرو گے تو میں ضرور تُم لوگوں کو (جان ، مال وعزت میں) بڑہاوا دُوں گا اور اگر تُم لوگ (میری باتوں اور احکامات سے) اِنکار کرو گے تو (پھر یاد رکھو کہ) بلا شک میرا عذاب بڑا شدید ہے ﴿ ٧ ﴾ اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تُم سب اور جو کوئی بھی زمین پر ہے ، کفر کریں تو بھی یقیناً اللہ تعالیٰ (کو

کوئی بھی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وہ) غنی اور حمید ہے ﴿ ۸ ﴾

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ لوگ دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے !!! ''' عید''' نہیں منایا کرتے تھے ،

اگر یہ لوگ اُن اُحادیث کا مطالعہ کرتے جو دس محرم کے روزے کے بارے میں تو اِنہیں یہ غلط فہمی نہ ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ وَ ذَكِّرهُم بِأيامِ اللَّهِ کے حُکم پر عمل کرتے ہوئے رکھا کرتے تھے :::

(۱) عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ''' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودی دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ﴿ یہ کیا ہے ﴾ تو اُنہیں بتایا گیا کہ ''' یہ دِن نیک ہے ، اِس دِن اللہ نے بنی اِسرائیل کو اُنکے دشمن (فرعون) سے نجات دِی تھی تو اُنہوں نے روزہ رکھا تھا''' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ میرا حق موسیٰ پر تُم لوگوں سے زیادہ ہے ﴾ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس دِن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حُکم دِیا ﴾''' صحیح البُخاری /حدیث ۲۰۰۴ ۔

(۲) أبو موسی الاشعری رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ''' دس محرم کے دِن کو یہودی عید جانتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ تُم لوگ اِس دِن کا روزہ رکھو ﴾''' صحیح البُخاری /حدیث ۲۰۰۵ ۔

(۳) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے''' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اِس دس محرم کے روزے کو کِسی بھی اور دِن کے (نفلی) روزے سے زیادہ فضیلت والا جانتے تھے اور نہ رمضان کے مہینے سے زیادہ کِسی اور مہینے کو زیادہ (فضیلت

والا جانتے تھے)""" صحیح البُخاری/حدیث ۲۰۰۶ ۔

(۴) اُبو قتادہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس دِن کا روزہ رکھنے کی صُورت میں گزرے ہوئے ایک سال کے گُناہ معاف ہونے کی خوش خبری دی ۔ صحیح مُسلم/حدیث ۱۱۶۲ ۔

(۵) اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ، عبداللہ ابنِ عُمر ، عبداللہ ابنِ مسعود اور جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہم اُجمعین سے روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم ءِ عاشورا کے روزے کے بارے میں فرمایا ﴿ اِس دس محرم کا روزہ اہلِ جاہلیت بھی رکھا کرتے تھے تو جوچاہے اِس دِن روزہ رکھے ا ور جو چاہے نہ رکھے ﴾ اور رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھا کرتے تھے اور اِس کا حُکم بھی فرمایا کرتے تھے ﴾ ﴿اور اِسکی ترغیب دِیا کرتے تھے ، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہ اِسکا حُکم دِیا ، نہ اِسکی ترغیب دِی اور نہ ہی اِس سے منع کیا """ صحیح مُسلم/کتاب الصیام/ باب صوم یوم عاشوراء ،

(۶) معاویہ رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سُنا کہ ﴿ یہ دس محرم کا دِن ہے اور اللہ نے تُم لوگوں پر اِس کا روزہ فرض نہیں کِیا ، اور میں روزے میں ہوں ، تو جو چاہے وہ روزہ رکھے اور جو چاہے وہ افطار کرے ﴾ صحیح البُخاری/حدیث ۲۰۰۳ ، صحیح مُسلم/حدیث ۱۱۲۹،

(۷) اُبو ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضلیت محرم کے روزوں میں ہے ، اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضلیت رات کی نماز میں ہے ﴾ صحیح مُسلم/ حدیث ۱۱۶۳ ۔

اِن اُحادیث پرغور فرمائیے ، کہیں سے اِشارۃً بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت کو بنیاد بنا کر یہ روزہ رکھا تھا ، بلکہ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس روزے کی ترغیب تک بھی نہیں دی ، جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی اُحادیث میں سے پانچویں حدیث میں ہے ، بلکہ ہمیں بڑی وضاحت سے اِس بات کا ثبوت مِلتا ہے کہ یہ روزہ اُیامِ جاہلیت میں بھی رکھا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے اِس روزہ کو رکھا اور اِسکے رکھنے کا حکم بھی دِیا اور رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد اِسکی ترغیب تک بھی نہیں دی جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی اُحادیث میں ہے ، رہا معاملہ اِس روزہ کو موسیٰ علیہ السلام کے یومِ نجات کی خوشی میں رکھنے کا تو درست یہ کہ خوشی نہیں بلکہ شکر کے طور پر رکھا جاتا تھا ، اور اگر خوشی ہی کہا جائے تو بھی زیادہ سے زیادہ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ کِسی بات پر خوش ہو کر روزہ رکھا جائے ، لہذا عید میلاد منوانے اور منانے والوں کو بھی چاہیئے کہ یہ جِس دِن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دِن مانتے ہیں ، حالانکہ وہ تاریخی طور پر ثابت نہیں ہوتا ، اِس کا ذِکر آگے آئے گا اِنشاء اللہ ، تو اپنی اِس خام خیالی کی بنیاد پر اِن کو چاہیئے کہ یہ لوگ خود اور اِن کے تمام تر مریدان اُس دِن روزہ رکھیں ۔

مندرجہ بالا اُحادیث پر غور فرمائیے ، خاص طور پر پہلی حدیث پر تو ، اُسمیں ہمیں بالکل واضح طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں جا کر اُنہوں نے یہودیوں کو اِس دِن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کہ ﴿ یہ کیا ہے ؟ ﴾ ،

۞ ۞ ۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس سوال سے یہ پتہ چلا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرتِ مدینہ سے پہلے اِس دِن جو روزہ رکھا کرتے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کے یوم

نجات کی خوشی میں نہ تھا ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے بھی نہیں تھے کہ دس محرم موسیٰ علیہ السلام کا یومِ نجات تھا ، یہ حدیث اِس بات کے بہت سے ثبوتوں میں سے ایک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب نہیں تھے ، خیر یہ ہمارا اِس وقت کا موضوع نہیں ہے ۔

اور بات بھی بڑی مزیدار ہے کہ یہ عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے مسلمان بھائی شاید یہ تک بھی نہیں جانتے کہ سورت اِبراہیم مکی سورت ہے سوائے دو اور ایک روایت میں ہے کہ تین آیات کے ، اور وہ ہیں آیت نمبر ۲۸ ، ۲۹ ، ۳۰ ، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے ، اِمام محمد بن علی الشوکانی کی تفسیر ''' فتح القدير ''' اور اِمام محمد بن أحمد القُرطبی کی تفسیر ''' الجامع لِأحکام القُرآن ''' ،

تو جس آیت کو یہ لوگ ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم '' کی دلیل بنا رہے ہیں اور اِس دلیل کی مضبوطی کے لیے یوم ءِ عاشورا کے روزے کا معاملہ اِسکے ساتھ جوڑ رہے ہیں ، صحیح أحادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس آیت کا یوم ءِ عاشورا کے روزے سے کوئی تعلق نہیں ، کیونکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے جانے سے پہلے اِس دِن کے روزے کو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے نہ جانتے تھے ، اور اِس آیت کے نزول سے پہلے یہ روزہ قریش ءِ مکہ بھی رکھا کرتے تھے ، جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی اَحادیث میں سے پانچویں حدیث میں اِس کا ذِکر صراحت کے ساتھ ملتا ہے ، **فَمَا بَعدَ الحَقِ إِلَّا الضَّلالِ**

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی دُوسری دلیل)

ہمارے یہ بھائی کہتے ہیں کہ سورت اِبراہیم کی آیت ۲۸ کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا گیا ہے کہ '''' نعمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

''''، اور پھر عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے اِس قول کو بنیاد بنا کر اِن لوگوں نے یہ فلسفہ گھڑ لیا کہ''' نعمت کا اظہار کرنا شکر ہے اور شکر نہ کرنا کفر ہے اور جب شکر کیا جائے گا تو خوشی ہو گی لہذا ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ خوشی اظہارِ نعمت کی خوشی ہے'''

::::: جواب :::::

سورت اِبراہیم کی آیت ۲۸ یوں ہے ﴿ أَلَم تَرَ إِلیٰ الَّذِینَ بَدَّلُوا نَعمَتَ اللَّہِ کُفراً وَ أَحَلُّوا قَومَھُم دَارَ البَوَارِ ﴾ ﴿ (اے رسول) کیا تُم نے نہیں اُن کو نہیں دیکھا جِنہوں نے اللہ کی نعمت کا اِنکار کِیا اور (اِس اِنکار کی وجہ سے) اپنی قوم کو تباہی والے گھر میں لا اُتاریا ﴾

اللہ جانے اِن لوگوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہاں سے لیا ہے کیونکہ تفسیر ، حدیث ، تاریخ و سیرت اور فقہ کی کم از کم سو ڈیڑھ سو معروف کتابوں میں مجھے کہیں بھی یہ قول نظر نہیں آیا ، جی ہاں تفسیر ابن کثیر میں اِمام ابن کثیر نے یہ کہا ہے کہ''' یہ بات ہر کافر کیلیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور تمام اِنسانوں کے لیے نعمت بنا کر بھیجا ، پس جِس نے اِسکو قبول کِیا اور اِس پر شکر ادا کیا وہ جنّت میں داخل ہو گا ، اور جِس نے اِس کو قبُول نہ کِیا اور اِس کا اِنکار کِیا وہ جہنم میں داخل ہو گا'''

اللہ جانے اِمام ابن کثیر کے اِس مندرجہ بالا قول کو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما کی طرف سے بیان کردہ تفسیر قرار دینا اِن کلمہ گو بھائیوں کی جہالت ہے یا تعصب ، اگر بالفرض یہ درست مان بھی لیا جائے کہ مذکورہ قول عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہا ہوا ہے ، تو کہیں تو یہ دِکھائی کہ دیتا عبداللہ ابن عباس یا اُنکے والد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

عباس رضی اللہ عنہُ یا کِسی بھی اور صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دِن کِسی بھی طور پر""" منایا""" ہو، اِس طرح تو اِنکے ابھی ابھی اُوپر بیان کردہ فلسفے کے مُطابق صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کُفرانِ نعمت کیا کرتے تھے؟

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی تیسری دلیل)

تیسری دلیل کے طور پر اِن لوگوں کا کہنا ہے کہ""" سورت الضحیٰ کی آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نعمتوں کے اظہار کا حُکم دِیا ہے اور اِظہار بغیر ذِکر کے ہونہیں سکتا ، اور اِس آیت میں حُکم ہے کہ اِظہار کرو اب سوال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں بلکہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہیں تو پھر اِسکا ذِکر کیوں نہیں ہو گا"""

:::::: جواب ::::::

اگر میرے یہ کلمہ گو بھائی سورت الضحیٰ کو پورا پڑہیں تو پھر اِنہیں اِسکی آیت نمبر ۱۱ ﴿ وَ أَمَّا بِنِعمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث ﴾ ﴿ اور تمہارے رب کی جو نعمت ہے اُسکا ذِکر کِیا کرو ﴾ سے پہلے کی آیات سے یہ سمجھ میں آ جانا چاہیئے کہ اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جمعی فرماتے ہوئے اُنکو اپنی نعمتیں یاد کرواتے ہیں اور اپنی اِن نعمتوں کو بیان کرنے کا حُکم دینے سے پہلے دو حُکم اور بھی دیتے ہیں کہ ﴿ فَأَمَّا اليَّتِيمَ فَلَا تَقهَر ۝ وَ أَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنهَر ﴾ ﴿ پس جو یتیم ہے اُس پر غُصہ مت کرو ۝ اور جو کوئی سوالی ہو تو اُسے ڈانٹو نہیں ﴾ اِن دو حُکموں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں بیان کرنے کا حُکم دِیا ،

اگر نعمتوں کا ذِکر کرنے سے مُراد عید میلاد النبی منانا ہے تو پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُنکے بعد اُنکے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا کیوں نہیں کِیا ؟

اس آیت کو اپنے فلسفے کی دلیل بنانے والے میرے کلمہ گو بھائی اگر قُرآن کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحادیث یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار میں ڈھونڈنے کی زحمت فرما لیتے یا اُمت کے اِماموں کی بیان کردہ تفاسیر میں سے کِسی تفسیر کا مطالعہ کرتے تو اِن پر واضح ہو جاتا کہ جو منطق و فلسفہ یہ بیان کر رہے ہیں وہ نا قابلِ اُعتبار اور مردود ہے ، کیونکہ خِلافِ سُنّت ہے ، جی ہاں خِلافِ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، خِلافِ سُنّتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے ، اور کُچھ نہیں تو صِرف اتنا ہی دیکھ لیتے کہ اِن آیات میں موجود اللہ کے اُحکام پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم اُجمعین نے کیسے عمل کیا ہے تو اِس قِسم کے فلسفے کا شکار نہ ہوتے :::

کوئی اِن سے پوچھے تو :::::: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہُم اُجمعین اور اُنکے بعد تابعین ، تبع تابعین اور چھ سو سال تک اُمت کے کِسی عالِم کو کِسی اِمام کو ، کِسی مُحدِّث ، کِسی مُفسر ، کِسی فقیہہ ، کِسی کو بھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ اللہ کے حُکموں کا مطلب ''' عید میلاد النبی منانا ''' ہے ؟ اور جِسکو یہ تفسیر سب سے پہلے سمجھ میں آئی وہ تو پھر اِن سب سے بڑھ کر قُرآن جاننے والا اور بلند رُتبے والا ہو گیا ؟ اِنّا للّٰہِ و اِنّا اَلیہِ راجِعُوانَ ۔

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی چوتھی دلیل)

چوتھی دلیل کے طور پر سورت المائدہ کی آیت ۱۱۴ کا حوالہ دیا جاتا ہے اور کہا ہے

''' عیسی علیہ السلام نے دُعا کی اے اللہ آسمان سے مائدہ نازل فرما جِس دِن کھانا نازل ہو گا

وہ ہمارے لیے اور بعد والوں کے لیے عید کا دِن ہو گا ، غور کریں کہ اِس آیت کا مفہوم یہ کہ جِس دِن کھانا آئے وہ دِن خوشی کا ہو اور اب تک عیسائی اُس دِن خوشی مناتے رہیں ، تو کیا وجہ ہے جِس دِن نبی پاک تشریف لائے کیوں نہ خوشی کریں'''

:::: جواب ::::

سورت المائدہ کی آیت نمبر ۱۱۴ مندرجہ ذیل ہے :::

﴿ قَالَ عِيسَى ابنُ مَريَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِل عَلِينَا مآئِدَةً مِنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيداً لِّأَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا وَ أَيَةً مِنكَ وَ ارزُقنا وَ أَنتَ خَيرُ الرَّازِقِينَ ﴾ ﴿ مریم کے بیٹے عیسی نے کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر ، (اُسکا نازل ہونا) ہمارے لیے اور ہمارے آگے پیچھے والوں کے لیے عید ہو جائے ، اور تمہاری طرف سے ایک نشانی بھی ، اور ہمیں رزق عطاء فرما تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴾

اِس آیت میں عیسائیوں کے لیے تو مائدہ نازل ہونے والے دِن کو خوشی منانے کی کوئی دلیل ہوسکتی ہے ، مسلمانوں کے لیے ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''' منانے کی نہیں ،

اُنتہائی حیرت بلکہ دُکھ کی بات ہے کہ اِن لوگوں کو اِس بنیادی اُصول کا بھی پتہ نہیں کہ شریعت کا کوئی حُکم سابقہ اُمتوں کے کاموں کو بُنیاد بنا کرنہیں لیا جاتا سوائے اُس کام کے جو کام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے برقرار رکھا گیا ہو ،

اورشاید یہ بھی نہیں جانتے کہ اہل سُنّت و الجماعت یعنی سُنّت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے مُطابق عمل کرنے والوں میں سے کبھی کِسی نے بھی گزری ہوئی اُمتوں یا سابقہ شریعتوں کو اِسلامی کاموں کے لیے دلیل نہیں جانا ، سوائے اُس کے جِس کی اِجازت اللہ یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہو، اور جس کام کی اِجازت نہیں دی گئی وہ ممنوع ہے کیونکہ یہ بات """ علم الأصول الفقة """ میں طے ہے کہ """ بـاب الـعِبـادات و الديّانات و التقرُبات متـلـقاةٌ عن اللهِ و رَسُولِهِ صَلی اللَّهُ عَلِيهِ وَسلمَ فليس لِأَحدٍ أن يَجعلَ شَيئاً عِبادةً أو قُـربةً إلّا بِـدليلٍ شــرعيٍّ یعنی عبادات، عقائد، اور (اللہ کا) قُرب حاصل کرنے کے ذریعے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملتے ہیں لہذا کِسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کِسی ایسی چیز کو عبادت یا اللہ کا قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے جِس کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو """ یہ قانون اُن لوگوں کی اُن تمام باتوں کا جواب ہے کہ جِن میں اُنہوں نے سابقہ اُمتوں یا رسولوں علیہم السلام کے اَعمال کو اپنی """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم """ کی دلیل بنایا ہے،

اور اگر یہ لوگ اِس بنیادی اُصول کو جانتے ہیں اور جان بوجھ کر اپنے آپ اور اپنے پیرو کاروں کو دھوکہ دیتے ہیں تو یہ نہ جاننے سے بڑی مُصیبت ہے، تیسری کوئی صورت اِن کے لیے نہیں ہے کوئی اِن کو بتائے کہ عیسائی تو کسی مائدہ کے نزول کو خوشی کا سبب نہیں بناتے اور اگر بناتے بھی ہوتے تو ہمارے لیے اُن کی نقالی حرام ہے، جیسا کہ ہمارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا سب کچھ اُن پر فدا ہو، نے فرمایا ہے ::: ﴿مَن تشبَّه بِقومٍ فَهُو مِنهُم ﴾ ﴿ جِس نے جِس قوم کی نقالی کی وہ اُن ہی (یعنی اُسی قوم) میں سے ہے ﴾ سُنن أبو داؤد / حدیث ۴۰۲۵ / کتاب اللباس / باب ۴ لبس الشهرة ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے لہذا جو لوگ جِن کی نقالی کرتے ہیں اُن میں سے ہی ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں غیر مسلموں کی ہر قِسم کی نقالی سے محفوظ رکھے ۔

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی پانچویں دلیل)

"""عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم""" منانے اور منوانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کا کہنا ہے کہ"""سورت یونس کی آیت نمبر ۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ملنے پر خوش ہونے کا حُکم دِیا ہے کیونکہ آیت میں اُمر یعنی حُکم کا صیغہ اِستعال ہوا ہے اور حضور اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہیں لہذا اُن کی پیدائش پر خوشی کرنا اللہ کا حُکم ہے ، اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اِس حُکم پر عمل کرتے ہیں تو کیا غلط ہے؟۔"""

::::: جواب :::::

سورت یونس کی آیت نمبر ۵۸ کا مضمون سابقہ آیت یعنی آیت نمبر ۵۷ کے ساتھ مِل کر مکمل ہوتا ہے اور وہ دونوں آیات یہ ہیں ::: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلۡ بِفَضۡلِ ٱللَّهِ وَبِرَحۡمَتِهِۦ فَبِذَٲلِكَ فَلۡيَفۡرَحُواْ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُونَ ﴾ ﴿ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نصیحت آ چکی ہے اور اور جو کچھ سینوں میں ہے اُسکی شفاء اور ہدایت اور اِیمان والوں کے لیے رحمت ﴿٥٧﴾ (اے رسول) کہیئے (یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (سے ہے) لہذا مسلمان اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے ﴾

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آیت نمبر ۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت پر خوش ہونے کا حُکم دِیا ہے ، **لیکن !!! سوال پھر وہی ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ جمعیاً اور اُنکے بعد صدیوں تک اُمت کے اِماموں میں سے**

کِسی نے بھی اِس آیت میں دیے گئے حُکم پر""" عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم"" منائی ؟ یا منانے کی ترغیب ہی دی ؟

آیئے دیکھتے ہیں کہ اِس آیت کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کیا ملتی ہے ؟ اگر میالد منانے اور منوانے والے ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے اِس آیت کی تفسیر ،کِسی معتبر تفسیر میں دیکھی ہوتی تو پھر یہ لوگ اِس فلسفہ زدہ من گھڑت تفسیر کا شکار نہ ہوتے ،جِس کو اپنی کاروائی کی دلیل بناتے ہیں،

اِمام البیہقی نے""" شعب الایمان"" میں مختلف أسناد کے ساتھ عبداللہ ابن عباس اور أبو سعید الخُدری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ ﴿ اللہ کا فضل قُرآن ہے اوراللہ کی رحمت اِسلام ہے ﴾ اور دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ فضل اللہ اِسلام ہے اور رحمت یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں قُرآن والوں (یعنی مسلمانوں) میں بنایا ﴾ اور ایک روایت ہے کہ ﴿ کتاب اللہ اور اِسلام اُس سے کہیں بہتر ہے جِس کو یہ جمع کرتے ہیں ﴾ یعنی دُنیا کے مال و متاع سے یہ چیزیں کہیں بہتر ہیں لہذا دُنیا کی سختی یا غربت پر پریشان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اِن دونعمتوں کے ملنے پر خوش رہنا چاہیئے ،

اِمام ابن کثیر نے اِس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ""" جب عمر رضی اللہ عنہُ کوعراق سے خراج وصول ہوا تو وہ اپنے ایک غُلام کے ساتھ اُس مال کی طرف نکلے اوراونٹ گننے لگے اونٹوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تو عمر رضی اللہ عنہُ نے کہا الحمد للہ تعالیٰ تو اُنکے غلام نے کہا ،، یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہے ، تو عمر رضی اللہ عنہُ نے کہا :: تُم نے جھوٹ کہا ہے ، یہ وہ چیز نہیں جِس کا اللہ نے ﴿ قُل بِفَضلِ اللَّهِ و بِرَحمتِهِ فَليَفرَحُوا هُوَ خيرٌ مَّا يَجمَعُونَ ﴾

﴿ (اے رسول) کہیئے (یہ) اللہ کے فضل اور اُسکی رحمت (سے ہے) لہذا اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے ﴾میں ذِکر کیا ہے بلکہ یہ﴿ مِّمَا یَجمَعُون ﴾ ﴿ جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں ﴾ہے"

محترم قارئین ،غور فرمایئے اگر اِس آیت میں اللہ کے فضل اور رحمت سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور خوش ہونے سے مراد اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی عید منانا ہوتی تو خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اِسکا حکم دیتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ کام ہمیں قولاً و فعلاً ملتا ، عُمر رضی اللہ عنہُ اپنے غُلام کو مندرجہ بالا تفسیر بتانے کی بجائے یہ بتاتے کہ فَضلِ اللَّهِ و بِرَحمتِهِ سے مراد یہ مالِ غنیمت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُن کی پیدائش کی خوشی یا عید منانا ہے

اِس آیت میں کو دلیل بنانے کے لیے ہمارے یہ کلمہ گو بھائی کچھ بات لغت کی بھی لاتے ہوئے آیت میں استعمال کیئے گئے اَمر یعنی حُکم کے صیغے کی جو بات کرتے ہیں، آیئے اُس کا بھی لغتاً کچھ جائزہ لیں ، آیت میں خوش ہونے کا حکم دِیا گیا ہے خوشی منانے کا نہیں ، اور دونوں کاموں کی کیفیت میں فرق ہے ، اگر بات خوشی منانے کی ہوتی تو فلیفرحوا کی بجائے فلیحتفلوا ہوتا ، پس خوش ہونے کا حُکم ہے نہ کہ خوشی منانے کا ،

اور کِسی طور بھی کِسی معاملے پر اللہ کی اجازت کے بغیر خوامخواہ خوش ہونے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا ، چہ جائیکہ خوشی منانا اور وہ بھی اسطرح کی جِس کی کتاب اللہ اور سنّت میں کوئی صحیح دلیل نہیں ملتی ،

سورت القصص/آیت ٧٦ میں قارون کی قوم کا اُس کو نصیحت کرنے کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ﴿ لا تَفرح إِنَّ اللَّه لا یُحِبُ الفارحین ﴾ ﴿ (دُنیا

کے مال و متاع پر) خوش مت ہو ، اللہ تعالیٰ خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴾ پس یہ بات یقینی ہوگئی کہ ہم نے کہاں اور کس بات پر اور کیسے خوش ہونا ہے اُس کا تعین اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے اُن کے احکام مطابق کیا جائے گا ، نہ کہ اپنی مرضی ، منطق logic اور فلسفہ سے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت ۱۷۰ میں خوش ہونے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا ﴿ فَرِحِينَ بِمَآ ءَاتٰهُمُ اللَّهُ مِن فَضلِهِ ﴾ ﴿ اللہ نے اُن لوگوں کو اپنے فضل سے جو کچھ دِیا ہے اُس پر وہ خوش ہوتے ہیں ﴾ اور ہماری زیر بحث آیت میں بھی اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے عطاء کردہ چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دِیا ہے ، اِمام القرطبی نے ﴿ قُل بِفَضلِ اللَّهِ و بِرَحمتِهِ فَلیَفرَحُوا هُوَ خَيرٌ مِّمَا يَجمَعُونَ ﴾ کی تفسیر میں لکھا کہ """ الفرح لذةٌ فی القلبِ بإدارك المَحبُوب ::: خوشی اُس کیفیت کا نام ہے جو کوئی پسندیدہ چیز ملنے پر دِل میں پیدا ہوتی ہے """

اور لغت کے اِماموں میں سے ایک اِمام محمد بن مکرم نے """ لسان العرب """ میں لکھا کہ """ فرح ، هو نقيض الحُزن ::: خوشی اُس کیفیت کا نام ہے جو غم کی کمی سے پیدا ہوتی ہے """ اور شیخ محمد عبدالرؤف المناوی نے """ التوقيف علىٰ مهمات التعريفات """ میں لکھا کہ """ الفرح ::: لذة فی القلب لنيل المشتهى ::: خوشی اُس لذت کا نام ہے جو کوئی مرغوب چیز حاصل ہونے پر دِل میں پیدا ہوتی ہے """ صحابہ کی تفسیر اور لغوی شرح سے یہ ہی پتہ چلتا ہے کہ خوشی دِل کی کیفیت کا نام ہے کِسی خاص دِن کِسی خاس طریقے پر کوئی عمل کرنا نہیں ، سوائے اُس کے جِس کی اِجازت اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہو ، اور جِس کام کی اِجازت نہیں دی گئی وہ ممنوع ہے کیونکہ یہ بات """ علم الأصول الفقہ """ میں طے ہے ، جیسا کہ چوتھی دلیل کے جواب میں صفحہ ۱۹ پر ذِکر کیا گیا ہے ۔

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی چھَٹی دلیل)

عید میلاد والے ہمارے کلمہ گو بھائی ، سورت الصّف کی آیت نمبر ٦ کے متعلق کہتے ہیں کہ ''' اِس میں عیسی علیہ السلام نے حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دی ہے اور ہم بھی اِسی طرح ''' عید میلاد ''' کی محفلوں میں اُنکی تشریف آوری کی خوشی کا احساس دِلاتے ہیں ۔

::::: جواب :::::

سورت الصّف کی آیت نمبر ٦ یہ ہے ﴿ وَإِذ قَالَ عِيسَى ابنُ مَريَمَ يَا بَنِي إِسرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَينَ يَدَيَّ مِنَ التَّورَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأتِي مِن بَعدِي اسمُهُ أَحمَدُ فَلَمَّا جَاءهُم بِالبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحرٌ مُّبِينٌ ﴾

﴿ اور جب عیسی نے بنی اِسرائیل کو کہا کہ اے بنی اِسرائیل میں تُم لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور اُس چیز کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے توارات میں ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں اُس رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے اور اُسکا نام اُحمد ہے ، (پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد بنی اِسرائیل کے رویے کے بارے میں فرماتے ہیں) اور پھر جب یہ رسول (اُحمد صلی اللہ علیہ وسلم) واضح نشانیاں لے کر اُنکے پاس آیا تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادُو ہے ﴾

سورت الصّف کی اِس آیت نمبر ٦ میں بیان کردہ یہ واقعہ بھی ، **بہت سے اور واقعات کی طرح سابقہ اُنبیاء علیہم السلام کے واقعات میں سے ایک ہے ، اور سابقہ اُمتوں یا اُنبیاء علیہم السلام کے واقعات کو دلیل بنانے کا حُکم کیا ہے اُس کا مختصر ذِکر چوتھی دلیل کے جواب میں ہو**

چکا ہے اور کچھ تفصیلی بات بھی ایک الگ مضمون کی صورت میں موجود ہے ، بہرحال اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ سابقہ اُمتوں یا اَنبیاء علیہم السلام کے ہر واقعہ کو دلیل بنایا جا سکتا ہے تو پھر بھی !!! عیسیٰ علیہ السلام کی اِس بات میں کونسی دلیل ہے جِسکی بُنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی عید منائی جائے ؟ کیا اِس میں اِشارۃً بھی کہیں یہ ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری کو اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد یا اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عید بنایا جائے ؟؟؟؟؟ اگر ایسا ہی تھا تو پھر وہی سوال دُہراتا ہوں کہ """ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ، تابعین ، تبع تابعین ، اُمت کے اِمام اور عامۃ المسلمین کِسی کو بھی صدیوں تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس آیت میں کس بات کی دلیل ہے اور اِس آیت کی روشنی میں کیا کرنا چاہیئے ؟؟؟؟؟ خوشی منانے اور خوشی ہونے میں کیا فرق ہے اِس کے متعلق پانچویں دلیل کے جواب میں ، صفحہ ۲۳ پر کچھ بات ہو چکی ہے ، اور کِسی بات کی خوشخبری دینا تو اِن دونوں سے بالکل ہٹ کر مختلف کیفیت والا معاملہ ہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ﴿وَالَّذِی نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَو بَدَا لَكُم مُوسَى فَاتَّبَعتُمُوهُ وَتَرَكتُمُونِی لَضَلَلتُم عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ، وَلَو كَانَ حَيًّا وَأَدرَكَ نُبُوَّتِی لَاتَّبَعَنِی ﴾ ﴿ اُس ذات کی قَسم جِس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ، اگر موسیٰ تُم لوگوں کے سامنے آ جائیں اور تُم لوگ مجھے چھوڑ کر اُن کی اتباع (پیروی ، تابع فرمانی) کرنے لگو تو یقیناً تُم لوگ دُرست راستے سے بھٹکے ہوئے ہو جاؤ گے ، اور اگر مُوسیٰ میری نبوت کے وقت میں زندہ ہوتے تو یقیناً میری اتباع (پیروی ، تابع فرمانی) کرتے ﴾ سنن الدارمی / حدیث ۴۳۵ ، اِمام الالبانی نے صحیح قرار دِیا ، مشکاۃ ۱۹۴ ، ۵۵ ۔

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی ساتویں دلیل)

عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی ،اپنے طور پر اپنے اِس کام کو سُنّت کے مُطابق ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ''' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ولادت کی خوشی پر روزہ رکھنا اور فرمانا اِس دِن یعنی پیر کو میری ولادت ہوئی ، خود ولادت پر خوشی منانا ہے ''' ۔

:::: جواب ::::

اِن کی اِس بات کا ایک حصہ تو صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دِن پیر یعنی سوموار ہے ، اور وہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے ، اِس سچ سے اِنکار کفر ہے کیونکہ صحیح مُسلم کی حدیث ۱۱۶۲ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ملتا ہے کہ ﴿ اِس دِن میں پیدا ہوا تھا اور اِس دِن مُجھ پر وحی اُتاری گئی تھی ﴾ یا یہ کہا کہ ﴿ اِس دِن مجھے مبعوث کیا گیا تھا ﴾ لیکن !!! یہ کہاں ہے کہ اِس دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ، صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا کِسی ایک صحابی نے ، یا تابعین نے یا تبع تابعین نے ، یا اُمت کے اَئمہ میں سے کِسی نے بھی کوئی ''' عید ''' منائی ،

اور یہ کہاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس دِن روزہ رکھنے کی وجہ اُن کی پیدائش کی خوشی ہے''' عید میلاد ''' منوانے والوں کی طرف سے یہ لفاظی اور ہیر پھیر کیوں ہے اِسکا فیصلہ اِنشاء اللہ آپ لوگ خود بخوبی کر لیں گے ، جب آپ صاحبان کو پتہ چلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس دِن یعنی پیر کا روزہ کیوں رکھا کرتے تھے ذرا توجہ سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے یہ چند اِرشادات ملاحظہ فرمایئے :::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دِن کے بارے میں فرمایا کہ :::

﴿ پیر اور جمعرات کے دِنوں میں اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر اُس اِیمان والے کی مغفرت کر دیتا ہے جِس نے اللہ کے ساتھ کِسی کو شریک نہ کیا ہو، سوائے اُنکے جو آپس میں بُغض رکھتے ہوں تو کہا جاتا ہے (یعنی اِنکے معاملے میں کہا جاتا ہے) اِنکو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں ﴾ صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مجمع الزوائد ۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں تو اُنہوں نے فرمایا ﴿ پیر اور جمعرات کے دِن اللہ بندوں کی مغفرت کر دیتا ہے سوائے ایک دوسرے کو چھوڑ دینے والوں کے (یعنی ناراضگی کی وجہ سے ایک دوسرے کو چھوڑ دینے والے تو) اُن چھوڑ دینے والے کیلیے کہا جاتا ہے کہ اِنہیں صلح کرنے تک کی مہلت دی جائے ﴾ سُنن الدارمی / حدیث ۱۷۵۰ ، مصباح الزُجاجہ / حدیث ٦٢٩ ۔ اِمام اُحمد الکنانی نے اِس حدیث کو صحیح قرار دِیا ہے ۔

اوپر بیان کردہ اُحادیث کے بعد کِسی بھی صاحبِ عقل کو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دِن کا روزہ اپنی پیدائش کی خوشی میں نہیں رکھا بلکہ اِس دِن اللہ کے سامنے بندوں کے اُعمال پیش ہونے کی وجہ سے رکھا ہے ۔

اگر پیر کے دِن نفلی روزہ رکھنے کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوتا تو کم اُز کم وہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس کی ترغیب ہی دیتے ، مندرجہ بالا دو اُحادیث کے بعد یہ حدیث بھی بغور ملاحظہ فرمایئے ۔

اِمام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث ۱۱۶۲/کتاب الصیام / باب أستحباب صیام ثلاثة أیام مِن کلِّ شھر میں ابی قتادہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا کہ""" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے (تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے میں دیکھ کر) عُمر (رضی اللہ عنہ ُ) نے کہا [[[ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اِسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر ، اور ہماری بیعت ، بیعت ہے (یعنی جو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے وہ سچی پکی بیعت ہے)]]]، پھر ابی قتادہ رضی اللہ عنہ ُ کہتے ہیں کہ""" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صیام الدہر (ہمیشہ مستقل روزے میں رہنا) کے بارے میں پوچھا گیا""" تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لا صام و لا أفطر ﴾ (ایسا کرنے والے نے) نہ روزہ رکھا نہ اُفطار کیا ﴾ ، پھر ابی قتادہ رضی اللہ عنہ ُ کہتے ہیں کہ""" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو دِن روزہ رکھنے اور ایک دِن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ و مَن یُطیقُ ذَلِکَ ؟ ایسا کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دِن روزہ رکھنے اور دو دِن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ لیتَ أن اللہ قَوَّانا لِذَلِکَ ؟ کاش اللہ ہمیں ایسا کرنے کی طاقت دے دے ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دِن روزہ رکھنے اور دو ایک افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ ذَلِکَ صَومُ اَخِی داؤد (علیہ السلام) یہ میرے بھائی داؤد (علیہ السلام) کا روزہ ہے ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر (سوموار) کے دِن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ ذَلِکَ یَومٌ وُلِدتُ فِیهِ و یُومٌ بُعِثتُ فِیهِ ، اِس دِن میری پیدائش ہوئی اور اِس دِن میری بعثت ہوئی (یعنی مجھے رسالت دی گئی) ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ صومُ ثلاثةِ مِن

كُلِّ شهر ، و رمضانَ اِلیٰ رمضانِ صومُ الدھر، رمضان سے رمضان تک ہر ماہ میں سے تین دِن روزے رکھنا ہمیشہ مسلسل روزہ رکھنے کے جیسا ہے ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفات کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ یُکَفِّرُ السَّنۃَ الماضِیۃَ و الباقِیۃ ، ایک پچھلے سال اور رواں سال کے گُناہ معاف کرواتا ہے ﴾ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس محرم کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ﴿ یُکَفِّرُ السَّنۃَ الماضِیۃَ ، پچھلے ایک سال کے گُناہ معاف کرواتا ہے ﴾

اِس حدیث کے اِلفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف نفلی روزں کے بارے میں پوچھا گیا اور اُنہوں نے اُس کی وجہ بتائی اور آخر میں یہ فرمایا کہ ﴿ رمضان سے رمضان تک ہر ماہ میں سے تین دِن روزے رکھنا ہمیشہ مسلسل روزہ رکھنے کے جیسا ہے ﴾ ، یعنی سوموار کا روزہ رکھنے کی کوئی ترغیب بھی نہیں دِی ، کوئی اضافی ثواب نہیں بتایا ، جیسا کہ عرفات اور عاشوراء کے روزوں کا فائدہ بیان کرنے کے ذریعے اُن کی ترغیب دی ہے ، تو ، اِس حدیث میں زیادہ سے زیادہ سوموار کو نفلی روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے ، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش منانے کا ،

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کے بیان کردہ فلسفے کے مُطابق ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہ سب یعنی اِن کے پیر اور مرید سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مُطابق ہر سوموار کا روزہ رکھیں اور خاص طور پر جِس دِن کو اِنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دِن سمجھ رکھا ہے اُس دِن حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے ڈھول ڈھمکا ، رقص وقوالی اور گانوں کے راگ لگا لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر کرنے کی بجائے ، اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کی بجائے ، اُن صلی اللہ

علیہ وسلم کے نام پر چندوں کے ذریعے ہر کس و ناکس کا مال کھانے کی بجائے روزہ رکھیں اور پھر لوگوں کے مال پر نہیں بلکہ اپنے ہاتھ کی حلال کمائی سے اُسے افطار کریں، **لیکن !!! ایسا نہیں ہوتا کیونکہ یہ نفس پر بھاری ہے اور پہلے کام نفس کو محبوب ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر وہ کام پورے کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے ذاتی خواہشات پوری ہوں۔**

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی آٹھویں دلیل)

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں کہ """ اُبولہب نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا اور اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُسے جہنم میں پانی ملتا ہے، پس اِس سے ثابت ہوا کہ حضور کی پیدائش کی خوشی منانا باعثِ ثواب ہے"""

:::::: جواب ::::::

یہ بات صحیح البُخاری، کتاب النکاح کے باب نمبر ۲۰ کی تیسری حدیث کے ساتھ بیان کی گئی ہے، **اور یہ حدیث نہیں بلکہ عروہ بن الزبیر کا قول ہے** کہ """ و ثُویبَةُ لِأبی لهبٍ و کان أبـو لهـبٍ أعتـقها فأرضعت النبيّ صلی اللَّه عَليهِ وَسلم، فلما مات أبو لهب اُرِيَهُ بعضُ أهلِهِ بِشرِّ حِيبةٍ، قال لهُ: ما ذا لَقّيتَ ؟ قال أبو لهب: لم ألقَ بعدَکم، غيرَ أني سُقِيتُ فی هذه بعتاقتی ثُويبَةَ """

اور اِس بات کو اِمام البیہقی نے سُنن الکبریٰ میں، کتاب النکاح کے باب """ ما جاء فی قول اللّه تعالیٰ و إن تجمعوا بين الأختين """ میں اِلفاظ کے معمولی سے فرق سے نقل کِیا ہے اُن کے نقل کردہ اِلفاظ یہ ہیں """ لم ألقَ بعدَکم رخاءَ، غيرَ أني سُقِيتُ فی

هـذه مِـنـى بـعـتاقتى ثُويبَةَ و أشـارَ اِلىِ النقيرة التى بين الإبهام و التى تليها مِن الأصابع ‘‘‘

اور اِمام ابوعوانہ نے اپنی مسند میں ’’ مبتـداء كتـاب النكاح و ما يشاكلهُ ‘‘‘ کے باب ’’‘ تحريم الجمع بين الأختين و تحريم نكاح الربيبة التى هى تربية الرجل و تحـريـم الجمع بين المرأة و إبنتها ‘‘‘ میں اِن اِلفاظ کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ’’‘ لم ألـقَ بعدَكُم راحة ، غيرَ أنى سُقِيتُ فى هذه النقيرة التى بين الإبهام والتى تليها بعتقى ثُويبَةَ ‘‘‘

سب سے پہلی اور بُنیادی بات یہ ہے کہ یہ بات حدیث نہیں ، بلکہ ایک تابعی کی بات ہے جو اِمام بُخاری نے بلا سند بیان کی ہے ، ذرا غور فرمایئے کہ اِس بات میں سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ اُخذ کِیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُبو لہب کے عذاب میں اپنی باندی آزاد کرنے کی نیکی کی وجہ سے کچھ نرمی کر دی ، جیسا کہ اُبو طالب کے عذاب میں کمی کر دی گئی ،

اِس بات سے کوئی بھی اِنکار نہیں کر سکتا کہ اُبو لہب کافر تھا ، اور کفر کی حالت میں ہی مرا ، اور جب اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری دینے والی اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کِیا تھا تو اِس لیے نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں ، بلکہ اِس خوشی میں کِیا تھا اُس کے فوت شُدہ بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا ہے ، اگر اُسے اپنے بھتیجے کے رسول اللہ ہونے کی خوشی ہوتی تو اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ اُبو لہب پہلے اِیمان لانے والوں میں ہوتا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے مخالفین میں ،

اِمام ابن حجر العسقلانی نے اِس بات کی شرح کرتے ہوئے ’’‘ فتح الباری شرح صحیح

البُخاری""" میں لکھا """ السہیلی نے لکھا کہ یہ خواب عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہُ) نے دیکھا تھا""" پھر چند سطر کے بعد لکھا """ یہ خبر مُرسل ہے یعنی عروہ بن الزبیر نے یہ بیان نہیں کِیا کہ اُنہوں نے یہ بات کِس سے سُنی ، اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ خبر مُرسل نہیں ، پھر بھی اِس میں بیان کِیا گیا واقعہ ایک خواب ہے اور جِس نے یہ خواب دیکھا ، خواب دیکھنے کے وقت وہ کافر تھا مُسلمان نہیں"""

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہُ نے یہ خواب اِسلام قبول کرنے کے بعد دیکھا تھا تو بھی خوابوں کے بارے میں اہلِ سُنّت و الجماعت کا فیصلہ یہ ہی ہے کہ **خوابوں میں کِسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہوتی** ،

یہ ایک دِینی مسئلہ ہے اور ایسا مسئلہ ہے جِس کا تعلق عقیدے اور عِبادت دونوں سے ہے ، دِین کے کِسی بھی مسئلے کا حکم جاننے کے لیے مندرجہ ذیل میں سے کِسی ایک چیز کی دلیل کا ہونا ضروری ہے :::

(۱) قرآن (۲) صحیح حدیث (۳) آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ،،،

"""اَثرٌ""" کا مطلب ہے نشانی ، یا نقشِ قدم ، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال و افعال کو """مصطلح الحدیث""" یعنی علمِ حدیث کی اصطلاحات میں """آثار""" کہا جاتا ہے ، اور کچھ محدثین """آثار""" کا اطلاق """حدیث""" پر بھی کرتے ہیں ، اور اسکا عکس بھی استعمال ہوتا ہے

(۴) اِجماع (۵) اِجتہاد یا قیاس :::

عِبادت اور عقیدے کے مسائل میں اِجتہاد یا قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ، اِس کے لیے قرآن اور صحیح حدیث دونوں یا دونوں میں سے کِسی ایک میں سے نصِ صریح یعنی واضح دلیل کا ہونا ضروری ہے اگر قرآن اور حدیث میں سے کوئی صریح نص یعنی بالکل واضح جواب

نہ مِل سکے تو پھر اِجماع اور آ ثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف توجہ کی جاتی ہے ، اور اِن تمام مصادر میں ''' عید میلا د النبی ''' منانے یا کرنے کی کوئی علامت تک بھی نہیں ملتی ، کِسی بات کو اپنی مرضی کے معنی یا مفہوم میں ڈھالنے کی کوشش سے حقیقت نہیں بدلتی ، بات ہو رہی تھی دینی احکام کے مصادر کی ، اہلِ تصوف کی طرف ''' اِلہام یا خواب ''' کو بھی دینی حکم لینے کی دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ، اور دلیل کے طور پر وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمان کو پیش کرتے ہیں کہ ﴿ الرؤیا الصالحۃ جُزءٌ مِن ستۃ و أربعین جُزءًا مِن النَّبُوۃِ ﴾ ﴿ اچھا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ﴾ یہ حدیث یقیناً صحیح ہے ، لیکن !!! یہاں کچھ سوالات سامنے آتے ہیں کہ اچھا خواب کِس کا ہو گا ؟ کیا ہر شخص کا خواب ؟ اور کیا ہر خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ سمجھا جائے گا ؟؟؟ آیئے اِن سوالات کے جوابات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامینِ مُبارک میں سے ڈھونڈتے ہیں ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ الرؤیا الحَسنۃ مِن الرجُلِ الصالحُ جُزءٌ مِن ستۃ و أربعین جُزءًا مِن النَّبُوۃِ ﴾ ﴿ کِسی اِیمان والے کا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ﴾ صحیح البُخاری / حدیث ۶۹۸۳ / کتاب التعبیر / باب رقم ۲ کی پہلی حدیث

اور فرمایا ﴿ رؤیا المؤمن جُزءٌ مِن ستۃ و أربعین جُزءًا مِن النَّبُوۃِ ﴾ ﴿ کِسی اِیمان والے کا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ﴾ صحیح مُسلم ، / حدیث ۲۲۶۳ ،

اِن دونوں احادیث میں ہمارے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات ہیں ، اور وہ یہ کہ نہ تو ہر کِسی کا خواب مانے جانے کے قابل ہوتا ہے اور نہ ہی ہر خواب ، بلکہ صرف پرہیز گار ،

اِیمان والے کا اچھا خواب ، کِسی کافر ، مُشرک ، بدعتی ، یا بدکار مُسلمان وغیرہ کا نہیں ، اِمام ابن حجر نے صحیح البُخاری کی شرح """ فتح الباری""" میں اِس حدیث کی شرح میں اِمام القُرطبی کا یہ قول نقل کیا """ سچا ، مُتقی ، پرہیز گار مُسلمان ہی وہ شخص ہے جِس کا حال نبیوں کے حال سے مُناسبت رکھتا ہے ، لہذا اللہ تعالیٰ نے جِن چیزوں کے ذریعے نبیوں کو بُزرگی دی اُن میں سے ایک چیز غیب کی باتوں کے بارے میں کوئی خبر دینا ہے پس (کِسی سچے ، مُتقی ، پرہیز گار مُسلمان کو اللہ اِس ذریعے بُزرگی دیتا ہے (یعنی اُس کو سچا خواب دِکھاتا ہے) ، لیکن ، کافر یا بدکار مُسلمان یا جِس کا حال دونوں طرف مِلا جُلا ہو ، ایسا شخص ہر گز اِس بُزرگی کو نہیں پا سکتا ، اگر کِسی وقت کِسی ایسے شخص کو سچا خواب نظر بھی آئے ، تو اُس کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی انتہائی جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ بول ہی دیتا ہے ، اور نہ ہی یہ بات درست ہے کہ ہر وہ شخص جو غیب کی کوئی بات بتاتا ہے اُس کی بات نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے ، جیسا کہ جادوگر اور نجومی وغیرہ باتیں کرتے ہیں"""

پس یہ بات واضح ہوگئی کہ کِسی کافر ، مُشرک ، بدعتی ، یا بدکار مُسلمان کا سچا خواب اُس کی بُزرگی کی دلیل بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ اُسے دِین میں کِسی عقیدے یا عِبادت کی دلیل بنایا جائے ، سچے خواب تو یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھیوں اور اُس مُلک کے بادشاہ نے بھی دیکھے تھے اور وہ تینوں ہی کافر تھے ، اب اللہ ہی جانے عباس رضی اللہ عنہُ کا حالتِ کُفر میں دیکھا ہوا ایک خواب """ عید مِیلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم""" منانے والوں کے لیے دلیل کیسے بنتا ہے ؟؟؟

اِس خواب سے زیادہ سے زیادہ اِس بات کی دلیل لی جا سکتی ہے کِسی کافر کو بھی اُس کے اچھے عمل کا آخرت میں فائدہ ہوگا ، اور یہ دُرست ہے یا نہیں یہ ہمارا اِس وقت کا موضوع

نہیں، ہمارے لیے یہ بات صحیح احادیث کے ذریعے واضح ہو چکی ہے کہ کسی سچے، متقی، پرہیز گار اِیمان والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر سچا خواب دِکھایا جائے تو نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے، اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ شریعت کے حُکم لینے کے لیے جِن ذرائع پر ہمیشہ سے اہلِ سُنّت و الجماعت کا اِتفاق رہا ہے اُن میں خوابوں یا اِلہامات کا کوئی ذِکر نہیں۔

پچھلے چند صفحات میں، میں نے کئی بار ''' اہلِ سُنّت و الجماعت ''' کے اِلفاظ اِستعمال کیئے ہیں، مُختصراً اِنکی وضاحت کرتا چلوں تا کہ پڑھنے والوں کو کوئی غلط فہمی نہ ہو، اِنشاء اللہ، ''' اہلِ سُنّت و الجماعت ''' اُن کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے پابند ہوتے ہیں اور اُس طرح پابند ہوتے ہیں جِس طرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی، اپنی مَن گھڑت عبادات یا اپنے مَن گھڑت عقائد یا اپنے مَن گھڑت افکار و تشریحات اختیار کرنے والے ''' اہلِ سُنّت و الجماعت ''' نہیں ہوتے، اور نہ وہ ہوتے ہیں جو قُرآن اور حدیث کا نعرہ تو لگاتے ہیں لیکن اُن کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کیلیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ نہیں اپناتے بلکہ اُن کے اپنے ہی اِمام اور پیرانِ طریقت ہوتے ہیں۔

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادخُلُوا فِى السِّلمِ كَآفَةً وَ لا تَتَّبِعُوا الشَّيطٰنَ إِنَّهُ لَكُم عَـدُوٌّ مُبِينٌ فَإِن زَلَلتُم مِّن بَعدِ مَا جَآءَتكُمُ البَيِّنَاتُ فَاعلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَـكِيمٌ ﴾ ﴿ اے لوگوں جو اِیمان لائے ہو پورے کے پورے اِسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے مت چلو، بے شک وہ تمہارا کُھلا دُشمن ہے اور اگر تُم لوگوں تک واضح باتیں آنے کے بعد بھی تُم لوگ گمراہ ہوتے ہو تو جان رکھو کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے ﴾ سورت البقرۃ / آیت ۲۰۸۔

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی نویں دلیل)

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں کہ""" میلاد شریف میں ہم حضور پاک کی سیرت بیان کرتے ہیں اور اُن کی تعریف کرتے ہیں نعت کے ذریعے ، اور یہ کام تو صحابہ بھی کِیا کرتے تھے ، تو پھر ہمارا میلاد منانا بدعت کیسے ہوا ؟"""

:::::: جواب ::::::

جی ہاں یہ دُرست ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے تھے اور نعت کرتے تھے ، لیکن کیا کبھی مِیلاد منوانے اور منانے والے مسلمانوں نے یہ بھی سوچا ہے کہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دِن کو خاص کر کے ایسا کرتے تھے ؟ یا کوئی خاص وقت اور طریقہ یا جگہ مقرر کیا کرتے تھے ؟؟؟ یا گانے بجانے والوں اور والیوں کے انداز بلکہ اُن کے گانوں کی لے و تال پر نعت گایا کرتے تھے ؟؟؟ **یقیناً صحابہ رضوان اللہ علیہم ایسا نہیں کِیا کرتے تھے ، اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ایسا نہیں کِیا کرتے تھے تو اِن لوگوں کا ایسا کرنا یقیناً بدعت ہے ،**

رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کرنا تو اُن صلی اللہ علیہ وسلم سے مُحبت کرنے والا ہر مُسلمان کرتا ہے ، لیکن شرک و کفر کے ساتھ نہیں ، جیسا کہ کچھ کی نعت بازی میں نظر آتا ہے ، بر سبیل مثال یہ شعر مُلاحظہ فرمایئے ، یہ بھی ایسی ہی ایک نعت کا حصہ ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے منہج کے خلاف ہو کر کی گئی ہے ، اپنی منطق اور اپنے فلسفے کے مطابق کی گئی ہے کہتے ہیں ::: وہی جو مستویٰ عرش تھا خدا ہو کر ::: اُتر پڑا مدینے میں مُصطفیٰ ہو کر

إِنّا للّٰہِ و إِنّا علیہ راجعون ، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و مدح اِس طرح کِیا کرتے تھے؟ کہ اُنہیں اللہ بنا دیتے تھے؟

کیا میرے اِن کلمہ گو بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت زیادہ محبت ہے ؟؟؟

اگر ہاں ، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح سنّت کی اتباع کیوں نہیں ہوتی ، بلکہ ایسے کام کیے جاتے ہیں جن کا کوئی ثبوت سُنّت میں ہے ہی نہیں ، جیسا کہ اب تک کی بحث و تحقیق میں واضح ہو چکا ، اور اِنشاءاللہ ابھی مزید وضاحت آگے کروں گا ۔

(مُلاحظہ فرمایئے ملحق رقم ۱)

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی دسویں دلیل)

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں ""ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اُنکی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں ، اور جو ایسا نہیں کرتے اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مُحبت نہیں ، وہ محروم ہیں""، بلکہ اِس سے کہیں زیادہ شدید اِلفاظ اِستعمال کرتے ہیں ، جِن کو ذِکر کرنا میں مُناسب نہیں سمجھتا ،

:::: جواب ::::

دِلوں کے حال اللہ ہی جانتا ہے ، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دِین ہم تک پہنچانے کیلیے اُنہیں مبعوث فرمایا ، اور دِین دُنیا اور آخرت کی ہر خیر ہم تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا ، لیکن جب یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے ہمارے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا سے اُٹھا لیا ، وہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ، تو ساری خوشی رخصت ہو جاتی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم اُن کی پیدائش کی خوشی سے بڑھ کر ہے ، کہ دِل نچڑ کر رہ جاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن میں سے بنائے جِن کی زندگیاں اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی عین اِتباع میں بسر ہوتی ہیں اور ہر بدعت سے ہمیں محفوظ فرمائے ، اُن سے نہ بنائے جنہیں بدعات پر عمل کرنے کی وجہ سے روزِ محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض مبارک سے ہٹا دِیا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لیے بد دعا کریں گے ،

چلتے چلتے یہ حدیث مبارک بھی ملاحظہ فرمایئے ، اور بدعتِ حسنہ کے فلسفہ پر غور فرمایئے :::

عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ﴿ إِني فَرطُكم عَلىٰ الحَوضِ مَن مَرَّ عليَّ شَرِبَ و مَن شَرِبَ لم يَظمَاءُ أبداً لَيَرِدُنّ عَليّ أقواماً أعرِفُهم و يَعرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بيني و بينَهم فأقولُ إِنَّهم مِني ، فَيُقال ،إِنكَ لا تدرى ما أحدَثُوا بَعدَكَ ، فَأقولُ سُحقاً سُحقاً لِمَن غَيَّرَ بَعدِى ﴾ و قال ابن عباس سُحقاً بُعداً سُحيقٌ بَعِيدٌ سُحقةٌ ، و أسحقهُ أبعَدُه ُ ﴿ میں تم لوگوں سے پہلے حوض پر ہوں گا جو میرے پاس آئے گا وہ (اُس حوض میں سے) پیئے گا اور جو پیئے گا اُسے (پھر) کبھی پیاس نہیں لگے گی ، میرے پاس حوض پر کچھ الوگ آئیں گے یہاں تک میں اُنہیں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے (کہ یہ میرے اُمتی ہیں اور میں اُن کا رسول ہوں)، پھر اُن کے اور میرے درمیان کچھ (پردہ وغیرہ) حائل کر دیا جائے گا ، اور میں کہوں گا یہ مجھ میں سے ہیں (یعنی میرے اُمتی ہیں ، جیسا کہ صحیح مُسلم کی روایت میں ہے) ، تو (اللہ

تعالیٰ) کہے گا تُم نہیں جانتے کہ اِنہوں نے تمہارے بعد کیا نئے کام کیئے ، تو میں کہوں گا دُور ہو دُور ہو ، جِس نے میرے بعد تبدیلی کی ﴾ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ::: سُحقاً یعنی دُور ہونا ، صحیح البُخاری/ حدیث ۶۵۸۳ ، ۶۵۸۴ / کتاب الرقاق / باب فی الحوض ، صحیح مسلم / حدیث ۲۲۹۰ ، ۲۲۹۱ / کتاب الفضائل / باب اِثبات حوض نبیّنا صلی الله علیه وسلم و صفاته ۔

محترم قارئین ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن فرامین پر ٹھنڈے دِل سے غور فرمایئے ، دیکھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے جو جواب دیا جائے گا اُس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے اعمال نہیں جانتے ، اور اللہ تعالیٰ دِین میں نئے کام کرنے والوں کو حوضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹوایں گے ، اچھے یا برے نئے کام کے فرق کے بغیر ، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے یہ سفارش کرنے کا ذِکر کیا کہ اچھے نئے کام یعنی ''' بدعتِ حسنہ ''' کرنے والوں کو چھوڑ دِیا جائے ،،،، غور فرمایئے ،،، ، بدعت دینی اور بدعت دُنیاوی ، یا یوں کہیئے ، بدعتِ شرعی اور بدعتِ لغوی میں بہت فرق ہے اور اِس فرق کو سمجھنے والا کبھی ''' بدعتِ حسنہ اور سیئہ ''' کی تقسیم کو درست نہیں مانتا بدعت کے بارے میں مزید کچھ بات اِنشاء اللہ آگے ہو گی ،

کوئی اِن سے پوچھے تو ::::: کیا صحابہ رضی اللہ عنہُم اجمعین اور اُن کے بعد تابعین ، تبع تابعین اور چھ سو سال تک اُمت کے کِسی عالم کو کِسی اِمام کو ، نبی علیہ الصلاۃُ والسلام سے محبت نہیں تھی ؟ ؟؟ کیا مُحبت کے اِس فلسفہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نہ سمجھ پائے تھے کہ وہ اِس بات کو بنیاد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی عید مناتے ، یا تابعین یا تبع تابعین ، یعنی سُبحان اللہ عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کو مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ

مفہوم سمجھ میں آ گیا جو درست ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین تبع تابعین چھ ساڑھے چھ سو سال تک اُمت کے علما اور ائمہ رحمہم اللہ جمعیاً بے چارے غلطی پر رہے؟؟؟

اور مزید کہتا ہوں کہ:::

نہیں نہیں یہ مُحبت نہیں ہے، جمع خرچ ہے زُبانی
وہ کیا مُحبت کہ، جِس میں محبوب کی ہو نافرمانی
مُحبت و وفاء کو دِی صحابہ نے نئی تب و تابِ جاودانی
اور تُمہاری مُحبت ہے اُن کے عمل سے رُوگردانی

(کتاب کے آخر میں ملحق رقم ۲ مُلاحظہ فرمایئے)

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی گیارہویں دلیل)

عید میلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں """" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم تلاوت فرمائی۔ تو ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ::یہ آیت نازل ہی اسی دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں۔(یوم جمعہ اور یوم عرفہ) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱ مرقات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال و جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا، کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں اور

ہمارے لئے کوئی تیسری عید منانا بدعت و ممنوع ہے ۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ واقعی جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا ، شکر نعمت اور خوشی کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے علاوہ ازیں جلیل القدر محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ ہر خوشی کے دن کیلئے لفظ عید استعمال ہوتا ہے ، الغرض جب جمعہ کا عید ہونا ، عرفہ کا عید ہونا ، یوم نزول آیت کا عید ہونا ہر انعام و عطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح و ظاہر ہوگیا تو اب ان سب سے بڑھ کر یوم عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا ۔

::::: جواب :::::

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہُ کا جو اثر یہ صاحبان ذکر کرتے ہیں ، وہ واقعہ امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ کا ہے جیسا کہ کتب ستہ ، اور زوائد میں روایت ہے ، اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہُ کے بارے میں یہ بات صرف ''' سنن الترمذی ''' میں روایت کی گئی ہے اور اِمام الترمذی نے خود کہا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے ،

اصولاً ہونا یہ چاہیء کہ جو روایت زیادہ صحت مند ہے اُس کو دلیل بنایا جانا چاہیئے ، لیکن کیا کہوں ، صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی روایت کو سرسری انداز میں ''' مرقات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال و جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے ''' لکھنا ، کیا ثابت کرنے کو کوشش محسوس ہوتی ہے !!! جبکہ صاحب مرقاۃ نے تو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کے بعد ، پہلے امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ کا واقعہ بخاری کے حوالے سے ذِکر کیا ہے ، اور پھر طبرانی کے حوالے سے ، لیکن ہمارے

یہ بھائی بات کو کاٹ چھانٹ کر، آگے پیچھے کر کے کیوں لکھتے ہیں ؟؟؟ دِلوں کے حال اللہ ہی جانتا ہے، جو نظر آتا ہے ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے،

قطع نظر اِس کے کہ یہ واقعہ امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ کا ہے یا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ، غور کرنے کی بات یہ کہ ، یہودی کے جواب میں کیا اِن دونوں صحابیوں میں سے کِسی نے بھی یہ کہا کہ ہاں ہم بھی اِس دِن کو عید بنا لیتے ہیں ؟

کیا کِسی نے بھی یہ سوچا یا سمجھا کہ اگر یوم ِعرفہ ، یوم عید ہوسکتا ہے تو میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم والا دِن بھی عید ہوسکتا ہے ، یا جِس دِن کوئی خوشی یا کوئی نعمت ملی ہو اُس دِن عید منائی جاسکتی ہے ،تو خود سے اِس پر عمل کیوں نہیں کیا ؟؟؟

تیسری ، چوتھی اور پانچویں دلیل کے جواب میں رحمت ونعمت ملنے پر عید منانے کے بارے میں پہلے بات کر چکا ہوں ،

قارئین کِرام ، اِن دونوں صحابیوں رضی اللہ عنہما کے جواب پرغور فرمایئے ، یہودی نے کہا ''' اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اُس دِن کو عید بنا لیتے ''' اُنہوں نے اُس یہودی کو دِن گِنا کر بتایا کہ ''' ہمیں پتہ ہے کہ یہ آیت کِس دِن نازل ہوئی تھی لیکن ہماری عیدیں مقرر ہیں ، ہم اپنی طرف سے کوئی اور عید نہیں بنا سکتے '''

مزید ، یہ کہ علامہ ملا علی القاری الحنفی رحمۃُ اللہ علیہ کی طرف سے لفظ ''' عید ''' ہر خوشی کے دِن کے لیے اِستعمال ہونے کا ذِکر کر کے اپنی عید میلا د کے لیے دلیل بنانا بڑا ہی عجیب وغریب معاملہ ہے ،

قطع نظر اِس کے کہ لفظ ''' عید ''' کا لغوی اور شرعی مفہوم کیا ہے؟ اور قطع نظر اِس کے کہ دِین کے کِسی کام ، عِبادت یا عقیدے کو اپنانے کے لیے اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف سے واضح حُکم درکار ہوتا ہے ، نہ کہ کِسی کی کوئی بات ، اور قطع نظر اِس کے کہ عید ہونا اور عید منانا دو مختلف کیفیات ہیں ، اور اِن کا مختلف ہونا ہمیں لُغت اور شریعت میں قولاً و فعلاً ملتا ہے ، یہ بحث پھر کبھی اِنشاء اللہ ،

میں یہاں صِرف اِس بات پر افسوس کرنا چاہتا ہوں کہ عید میلاد منوانے والے بھائیوں نے کِس طرح علامہ ملا علی القاری رحمہُ اللہ علیہ کی بات کو نامکمل اور سیاق و سباق کے بغیر لکھ کر اپنی بات اور عمل کے جائز ہونے کی دلیل بنایا ہے ،

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح / کتاب الصلاۃ / باب الجمعۃ / فصل الثالث ، میں علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ''' **قال الطيبي في جواب ابن عباس لليهوديِّ إشارة إلى الزيادة في الجواب يعني ما تخذناه عيداً واحداً بل عيدين وتكرير اليوم تقرير لاستقلال كل يوم بما سمي به واضافة يوم إلى عيدين كاضافة اليوم إلى الجمعة أي يوم الفرح المجموع والمعنى يوم الفرح الذي يعودون مرة بعد أخرى فيه إلى السرور قال الراغب العيد ما يعاود مرة بعد أخرى وخص في الشريعة بيوم الفطر ويوم النحر ولما كان ذلك اليوم مجعولاً للسرور في الشريعة كما نبه النبي بقوله أيام منى أيام أكلٍ وشربٍ وبعال صار يستعمل العيد في كل يوم فيه مسرة** ''' ملاحظہ فرمایئے ، علامہ ملا علی القاری رحمہ اللہ کے لکھے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ میں کہیں بھی کوئی ایسی بات نہیں جِسے عید میلاد کی دلیل بنایا جائے ، اگر ایسا ہوتا تو علامہ علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ اِسکا ذِکر کرتے ، نہ کہ لفظ ''' عید ''' کا معنیٰ و مفہوم بیان کرنے پر اِکتفاء کرتے ، جبکہ علامہ صاحب ۱۰۱۴ ہجری میں فوت ہوئے اور اُس

وقت ''' عید میلاد ''' کی بدعت مُسلمانوں میں موجود تھی ، اور علامہ صاحب مسلکاً حنفی بھی تھے ، لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے یہاں اِس آیت اور عبداللہ ابن عباس یا عُمر رضی اللہ عنہم کے قول کو عید میلاد کی دلیل ہونے کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں کِیا ، افسوس صد افسوس ، ضد اور تعصب میں اپنے ہی مسلک کے عُلماء پر یوں ظلم کیا جاتا ہے کہ اُن کی باتوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جِس طرح اُنہوں نے نہیں کہی ہوتیں ،

علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا اِلفاظ کے کچھ حصے کو اپنی بات کی دلیل بنانے والے اگر پوری بات کو سامنے لائیں تو اُن کے ہر پیروکار پر واضح ہو جائے کہ کِس طرح عُلماء کی باتوں کو اپنی رائے اور بات کی دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ،

عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے مسلمان بھائی ، کم از کم یہ تو سوچیں کہ ،

اگر اُن کی بیان کردہ منطق ، یعنی ، ہر خوشی اور نعمت والے دِن کا عید ہونا ، درست ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور یہ عُلماء کرام رحمہم اللہ ہر خوشی اور ہر نئی نعمت ملنے والے دِن کی عید مناتے ،

اور شاید اِس طرح سال بھر میں سے آدھا سال عیدیں ہی رہتیں ، نبوت کے جھوٹے دعوی داروں کا خاتمہ ، زکوۃ کی ادائیگی سے اِنکار کرنے والے کا قلع قمع ، ہر نیا شہر ، ہر نیا مُلک فتح ہونا ، فوج درفوج لوگوں کا مسلمان ہونا یہ سب اللہ کی نعمتیں ہی تو تھیں ، غور تو کیجیئے کہ کتنی عیدیں ہوتیں ؟؟؟

لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ، تابعین ، تبع تابعین ، صدیوں تک اُمت کے علماء و ائمہ رحمہم اللہ جمعیاً میں سے کِس نے ایسی کوئی بھی عید منائی ؟؟؟

میں اِس بات میں کوئی شک نہیں رکھتا کہ عید میلاد منوانے اور منانے والوں کی اکثریت یہ سب بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کرتی ہے ، لیکن افسوس اِس بات کا

ہوتا ہے کہ اُن کا ایک انتہائی نیک جذبہ غیر مُناسب طور پر اِستعمال ہو رہا ہے ، اور اُنہیں اُس کا احساس نہیں ہو رہا ،

سوچیے تو ، محبت محبوب کی پسند کے مطابق اُس تابع فرمانی ہوتی ہے یا کچھ اور ؟؟؟

سوچیئے تو ، اگر روزِ محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پوچھیں کہ دِین میں جو کام میں نے نہیں کِیا ، میرے خلفاء راشدین نے نہیں کِیا ، میرے صحابہ میں سے کِسی نے نہیں کِیا آپ نے وہ کام کیوں کِیا ؟؟؟

اللہ کے احکام اور میری باتوں کو جو تفسیر و تشریح میں نے بیان نہیں کی ، نہ قولاً نہ عملاً ، نہ میرے صحابہ میں سے کِسی نے بیان کی ، آپ نے وہ تفسیر و تشریح کیسے قُبُول کر لی ؟؟؟

اللہ کے کلام کی تشریح کی ذمہ داری تو اللہ نے مجھے سونپی تھی اور اللہ کے حُکم سے میں یہ ذمہ داری پوری کر آیا تھا ، پھر اللہ کے کلام کی نئی نئی تشریح اور عِبادت کے نئے نئے طور طریقے آپ نے کہیں اور سے کیوں لیے ؟؟؟

کیا جواب دیں گے ، یا رسول اللہ ہمارے عُلما کہا کرتے تھے ، یا ، ہماری کتابوں میں لکھا گیا تھا ، یا ، ہم سوچا کرتے تھے کہ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ایسا کیوں نہیں ، اور پھر وہ کام کر لیا کرتے تھے ،

یقین مانئے اللہ کی شریعت مکمل ہونے کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس دُنیا فانی سے واپس بلوایا گیا ، اور اُن کے بعد کِسی پر وحی نازل نہیں ہوئی ، نہ ہی وہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی باطنی شریعت ، یا خاندانی شریعت چھوڑ کر تشریف لے گئے ، اللہ کا ہر حُکم صاف اور واضح طور پر قولاً و عملاً بیان فرما کر گئے ،

اگر آپ اِس پر اِیمان رکھتے ہیں ،اور مجھے پوری اُمید ہے کہ یقیناً اِیمان رکھتے ہیں ،

تو پھر عید میلاد منانا اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کہیں نہیں ہے ، تقاضاء محبت اطاعت و فرمانبرداری ہے ، جہاں جو بات اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی موافقت رکھتی ہے قُبُول فرمایئے ، اور جو نہیں رکھتی ترک کر دیجیے ، یہ ہی اُن صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت ہے ،

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی بارہویں دلیل)

عید میلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں """ یہ مُسلمانوں کا ایک ہی ایسا عالمی تہوار ہے

::::: جواب :::::

اِس کا جواب """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز """ میں ملاحظہ فرمایئے ،

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کی تیرہویں دلیل)

عید میلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں """ صحابہ کے زمانے میں محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کے مختلف انداز کی ضرورت تھی لہذا اُنہوں نے وہ اپنائے ، اور بعد کے زمانوں میں ضرورت مختلف ہوئی پس ہم نے یہ انداز اپنائے ، اور یوں بھی اسلام کے پہلے تین دور ، ایمان سازی ، تربیت ، جہاد وغیرہ پر مشتمل تھے لہذا اُن زمانوں کے لوگ اِس طرف توجہ نہیں کر پائے """۔

::::: جواب :::::

اِس کا جواب """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت """ میں ملاحظہ فرمایئے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز

قُران و سنّت ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال کی روشنی میں ، عید میلاد منوانے اور ماننے والے بھائیوں کے دلائل کا جواب آپ پڑھ چکے ، اب اِس عید میلاد کی شرعی حیثیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے آیئے تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر بھی دیکھ لیا جائے :::

کیا آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ کام کب ، کہاں ، کِس نے اور کیوں شروع کیا تھا ؟

یہ بات تو پوری طرح سے واضح ہو چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ رضی اللہ عنہم ، تابعین ، تبع تابعین ، اُمت کے ائمہ و علماء رحمہم اللہ جمعیاً کی طرف سے قران کی کسی آیت ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کِسی فرمان ، سابقہ انبیاء علیہم السلام کے کسی واقعہ ، کا زُبانی یا عملی طور پر ایسا کوئی مفہوم بیان نہیں ہوا جِس کو بُنیاد بنا کر ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی ''' جائے ، پس اس عید کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا ، پھر بھی آیئے ذرا تاریخ کی کتابوں میں جھانک کر دیکھیں :::

اِمام المقدسی کی کتاب ''' الباعث علیٰ البدع و الحوادث ''' کے محقق بشیر محمد عیون نے لکھا ::: ''' میلاد منانے کی بدعت سب سے پہلے فاطمیوں نے شروع کی ، اُن کے پاس پورے سال کی عیدیں ہوا کرتی تھیں ، وہ لوگ نئے سال کی عید ، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، علی ، فاطمہ ، حسن ، حسین رضی اللہ عنہم اجمعین ، کی عید میلاد اور خلیفہء وقت کی عید میلاد منایا کرتے

تھے ، اور اِسکے علاوہ نصف رجب کی رات ، شعبان کی پہلی اور آخری رات ، رمضان کی پہلی ، درمیانی ، اور ختمِ قرآن کی رات ، فتح خلیج کا دِن ، نوروز کا دِن ، غطاس کا دِن ، غدیر کا دِن ، یہ سب عیدیں اور راتیں وہ لوگ """ منایا""" کرتے تھے پھر ایک فاطمی وزیر افضل شاہنشاہ آیا جس نے چار عیدیں میلاد کی بند کر دیں ، یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، میلادِ علی اور میلادِ فاطمہ رضی اللہ عنہما ، اور میلادِ خلیفہءِ وقت ، پھر المامون البطائحی نے خلیفہ الآمر باحکام اللہ کے دور میں اِن میلادوں کو دوبارہ چالو کیا ، یہاں تک سلطان صلاح الدین الایوبی کی خلافت قائم ہوئی تو یہ تمام کی تمام عیدیں ، میلادیں ، راتیں وغیرہ بند کر دی گئیں ، لیکن اربل کے حکمران مظفر الدین کوکبری اُبوسعید نے جو سلطان صلاح الدین اُیوبی کی بہن ربیع کا خاوند تھا اپنے ایک سرکاری مولوی عمر بن محمد موصلی کی اُیما پر ٦٥٠ ہجری میں دوبارہ اِس بدعت کا آغاز کیا ۔

تو اِس تاریخی حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُمتِ اسلام میں """ عید میلادیں""" منانے کی بدعت ایک فاطمی ، عبیدی ، المعز لدین اللہ معد بن المنصور اِسماعیل کے دور میں شروع ہوئی ، اور اِسکا دورِ حکومت ۳۴۱ ہجری سے شروع ہوتا ہے ، (تاریخ الخلفاء جلد ۱/صفحہ ۵۲۴/فصل الدولۃ الخبیثیۃ العبیدیۃ/مؤلف اِمام عبدالرحمان السیوطی/مطبوعہ مطبع السعادۃ/مصر) اور اِس کے باپ اِسماعیل کی نسبت سے ہی اِن فاطمی عبیدیوں کو اِسماعیلی بھی کہا جاتا ہے ،

اور کچھ مورخین """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم""" کی بدعت کا آغاز فاطمیوں کے دور سے نہیں بلکہ اربل کے حکمران الکوکبری کے دور سے ہونا زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں ،

پہلی بات زیادہ مضبوط ہو یا دوسری ، دونوں صورتوں میں یہ بات یقینی ہے کہ """ عید میلاد""" نام کی کوئی چیز اللہ کی شریعت مکمل ہونے کے کم از کم ۳۴۱ ہجری تک مُسلمانوں میں کہیں نہ تھی ،

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ کِسی خاص واقعہ کے دِن کو''' تہوار''' بنانا یہود و نصاریٰ اور دیگر کافر قوموں کی عادت تھی اور ہے ، اور اِسلام میں وہ سارے عیدیں اور تہوار منسوخ کر کے مُسلمانوں کیلیے دو تہوار، دو عیدیں دِی گئیں اور اُنکے علاوہ کوئی تہوار ، یا عید منانے کیلیے نہیں دِی گئی ، جیسا کہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ''''' اہلِ جاھلیت (یعنی اِسلام سے پہلے مشرکوں اور کافروں) کے کھیلنے (خوشی منانے) کے لیے سال میں دو دِن تھے ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو فرمایا ﴿ **كـان لَـكُـم يَـومَانِ تَلعَبُونَ فِيهِمَا وقـد أَبدَلَكُم اللَّه بِهِمَا خَيرًا مِنهُمَا يوم الفِطرِ وَيَومَ الأَضحَى** ﴾ ﴿ تُم لوگوں کے لیے کھیلنے (خوشی منانے)کے دودِن تھے اور اللہ نے تُمارے اُن دو دِنوں سے زیادہ خیر والے دِنوں سے بدل دِیا ہے اور وہ خیر والے دِن فِطر کا دِن اور اضحیٰ کا دِن ہیں ﴾ سنن النسائی / حدیث۱۵۵۶ / کتاب صلاۃ العیدین ، السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / حدیث ۱۰۲۱،

اور پھر کم از کم تین سوا تین سو سال تک اُمت نے اِن دوعیدوں کے عِلاوہ کوئی عید نہیں''''' منائی''''' ، اِس حدیث سے پہلے ذِکر کیے گئے تاریخی حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میلاد منانا مسلمانوں میں یہودیوں کے روحانی پیروکار فرقے (الفاطمین) کی طرف سے داخل کیا گیا ، یہ فاطمین وہ ہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اُبو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اُجمعین کو گالیاں نکلوانا ، مسجدوں کے دروازوں پر اِن تینوں کے لیے لعنت کے اِلفاظ لکھوانا ، اپنے آپکو سجدے کروانا ، اور کئی دیگر مشرکانہ کام شروع کروائے ، اور جب صلاح الدین اُیوبی علیہ رحمۃ اللہ نے اِنکو عیسائیوں کے ساتھ سازش کرنے کی سزا کے طور پر مصر سے نکالا تو یہ ایران اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں پھیل گئے ، اور آج دُنیا میں یہ لوگ اِسماعیلی کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں اور اِنکا کفر کِسی سے ڈھکا چھپا نہیں ۔

اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہماری یہاں تک کی بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ ، اِسلام کی اب تک کی تاریخ یعنی ۱۴۲۸ سالہ تاریخ میں سے ساڑھے چھ سو سال اِس بدعت کی کوئی خبر نہیں دیتے ، اگر کِسی کے پاس اِسکے عِلاوہ کوئی خبر ہو تو مجھے آگاہ کرے ، حیرت صد حیرت کہ اتنے لمبے عرصے تک ایک دو نہیں ، دس سو نہیں ، ہزاروں لاکھوں نہیں کڑوڑں نہیں بلکہ اَربوں مسلمانوں میں سے کِسی کو بھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش """ منایا""" جانا چاہیئے ؟

اور اب جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ منع کرنے والوں عیسائیوں اور کافروں کی طرح مسلمانوں کی عالمی خوشی منانے میں روکاوٹ جانتے ہیں ، بے چارے شاید یہ تاریخ نہیں جانتے ، اگر جانتے تو سمجھ جاتے کہ ،""" عید میلاد""" یا کِسی بھی اور بدعت سے روکنے والے عیسائیوں اور کافروں کا وار روکنے کی کوشش کرتے ہیں ، کیونکہ شیطان اور اُس کے پیروکار کفار و مشرکین کے واروں میں سے یہ بھی ہے """ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم """ کے مُثبت اور مطلوب جذبے کو منفی اور غیر مطلوب راہ پر چلا کر وہ مسلمانوں میں تفریق پیدا کی جائے ،

رہا معاملہ مسلمانوں کے عالمی اجتماعی جشن کو روکنا تو ایسا وہ کر چکے ہیں ، مسلمانوں میں قمری تاریخوں میں اختلاف پیدا کر کے ، وہ اپنا یہ مقصد حاصل کر چکے ہیں ، اللہ کے دیئے ہوئے بے مثال نظام کو مسلمانوں میں پراگندہ خیال کر کے وہ مسلمانوں کو اس حال تک لا چکے ہیں ہیں اس معلومات کی منتقلی اور تکنیکی عُلوم کے جدید ترین دور میں بھی مسلمان ایک ہی مدار پر ایک ہی رات میں نکلنے والے ایک ہی چاند کو دو دو تین تین دِن کے وقفوں میں دیکھنا مانتے ہیں اور اپنی تاریخ ایک نہیں کر پاتے ، ایک ہی بستی میں روزہ بھی رکھا جارہا ہوتا ہے اور عید بھی کی جا رہی ہوتی ہے ، اس حال تک پہنچانے کے بعد""" عید میلاد""" مختلف دِنوں میں ہو یا ایک دِن

کفار کو اِس سے کیا غرض ، اُن کی غرض و غایت تو ''' عید میلاد '' ہونا ہے ، تا کہ اُمتِ محمد یہ علی صاحبھا الصلاۃُ و السلام ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتی رہے اور اُسے ''' محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''' سمجھ کر کرتی رہے ، چاند اور تاریخوں کی بات پھر کبھی سہی ، اِنشاء اللہ ۔

ایک ضروری بات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الأول ہے ، تو یہ ایسی بات ہے جِسے محدثین ، محققین نے رد کیا ہے ، اِمام الألبانی نے ، اِمام ابنِ کثیر کی ''' سیرتِ نبویہ '' کی تخریج و تحقیق کی اور ''' صحیح سیرتِ نبویہ '' تیار کی ، اِس میں اُنہوں نے لکھا کہ ''' تاریخ ولادت کے بارے میں جتنے بھی أقوال ہیں سب کے سب علم مصطلح الحدیث کی کسوٹی پر عیب دار ہیں ، سوائے اُس روایت کے جو اِمام مالک نے صحیح سند سے نقل کی ہے اور وہ روایت بتاتی ہے کہ ::: ''' تاریخ ولادت آٹھ ربیع الأول ہے ''

الِامام المحدث عبدالرحمان السھیلی (وفات ۵۸۱ ہجری) نے ''' الروض الأنف / مطبوعہ دار احیا التراث الِاسلامی / بیروت / لبنان ''' میں لکھا کہ ''' بارہ ربیع الأول والی روایات کا مدار زیاد بن عبداللہ البکائی نامی راوی ہے ، جو کہ ضعیف ہے '' جیسا کہ اِمام محمد بن أحمد بن عثمان شمس الدین الذہبی نے ''' من تکلم فیہ ''' میں بیان کیا ۔

اور ایک مزے کی بات جو کہ اِمام محمد بن محمد ابنِ خلکان (وفات ٦٨١ ہجری) نے ''' وفیات الأعیان / ترجمہ ۵۴۷ / جز ۴ / صفحہ ۱۱۸ / مطبوعہ دارالثقافۃ / بیروت / لبنان ''' میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نشر کرنے والے مظفر الدین الکوکبری أبو سعید کے بارے میں بیان کی کہ

''' ایک سال آٹھ ربیع الأول کو اور ایک سال بارہ ربیع الأول کو میلاد کیا کرتا تھا کیونکہ یہ دو مختلف روایات ہیں'''

میلاد''' منوانے اورمنانے''' والے میرے کلمہ گو بھائیوں سے یہ پوچھا جانا چاہیئے کہ وہ کِس بُنیاد پر بارہ ربیع الأول کو ہی درست تاریخ جانتے ہیں ؟

اِمام السھیلی نے ''' الروض الأنف''' میں لکھا کہ''' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات کے بارے میں صحیح اور حق بات یہ ہی ہے کہ وہ بارہ ربیع الأول ہے'''

میلاد''' منوانے اورمنانے''' والے مسلمانوں سے یہ پوچھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش زیادہ بڑی خوشی ہے یا اُن کا دُنیا سے رخصت ہو جانا زیادہ غم و اُندوہ ؟؟؟ اپنے جواب سے وہ خود ہی اپنی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ کر لیں ۔

عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

قُران و صحیح سنّت ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال ، تابعین تبع تابعین ، اُمت کے اِماموں رحمہم اللہ تعالیٰ جمعیاً کے اقوال و افعال کی روشنی میں اور تاریخ کے مطالعہ کرتے کرتے یہاں تک کی بات سے یہ واضح ہو جاتا کہ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم''' منوانے اور منانے والے بھائیوں کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جِس کے ذریعے وہ اپنے اِس کام کو قُران اور سنّت میں سے ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال میں سے ، یا کِسی ایک صحابی رضی اللہ عنہُ کے کِسی قول و فعل سے ، یا اُمت کے کِسی عالم کے قول و فعل سے ثابت کر سکیں ، بلکہ پوری اُمت میں تقریباً ساڑھے تین سو

سال تک کِسی عید میلاد کی کوئی خبر تو کیا ، بات تو کیا ، کہانی بھی نہیں ملتی ، اور پھر جو خبر ملتی ہے تو وہ بھی ایک ایسے گمراہ فرقے کے ایک حکمران کی بارے میں جِسے آج تک اہل سنّت و الجماعت کے تمام مکاتب فکر متفقہ طور پر خارج از اِسلام جانتے ہیں ، یعنی فاطمی فرقہ جسے اب اِسماعیلی کہا جاتا ہے ،

پس یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دِن کو کِسی طور پر بھی ''' تہوار'' بنانا دِین میں نیا کام ہے کیونکہ ایسا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے ، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت میں ، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سُنّت میں ، بلکہ یہ کام سراسر خِلافِ سُنّت ہے اور **جو بھی عقیدہ ، عِبادت ، دِین سے متعلقہ کام ، سُنّت کے خِلاف ہو ، سُنّت میں اُس کی کوئی دلیل نہ ملتی ہو ، اُسے ہی بدعت کہا جاتا ہے ، اور ہر بدعت گُمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے ، کِسی بدعت کو اچھا اور کِسی بدعت کو بُرا کہنے کی کوئی گنجائش نہیں ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے :::**

﴿ فَاِنَّ مَن یَعِیشُ مِنکُم فَسیَریٰ اِختِلافاً کثیراً ، فَعَلِیکُم بِسُنّتِی وَ سُنَّة الخُلفاء الراشدینَ المھدِیِّینَ ، عضُّوا علیھا بِالنَواجذِ ، وَ اِیَّاکُم وَ مُحدَثاتِ الأمور، فَاِنَّ کلَّ بِدَعَةٍ ضَلالَةٌ ، وَ کل ضَلالةٍ فِی النَّارِ ﴾ پس تُم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا ، تو تُم پر میری اور ہدایت یافتہ ، ہدایت دینے والے خلفاء کی سُنّت فرض ہے اُسے دانتوں سے پکڑے رکھو ، اور نئے کاموں سے خبردار ، بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ، اور ہر گمراہی آگ میں ہے ﴿ صحیح ابن حبان /کتاب الرقاق، صحیح ابن خُزیمہ / حدیث ۱۷۸۵/کتاب الجمعہ / باب ۵۱ ،سُنن ابن ماجہ / حدیث ۴۲/ باب ۶ ، مُستدرک الحاکم حدیث ۳۲۹ ، ۳۳۱ ،اسنادہ صحیح/ احکام الجنائز / ماتحرم عندالقبور/۱۲/

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:::

﴿ مَــن عَــمِــلَ عــملاً لَیــــس عــلیـــــهِ أمــرُنــــا فهــو رد ﴾

﴿ جِس نے ایسا کام کیا جو ہمارے معاملے کے مُطابق نہیں ہے وہ رد ہے ﴾

صحیح البُخاری/کتاب بدء الوحی/ باب ۲۰، صحیح مُسلم/حدیث ۱۷۱۸،

یعنی ہر وہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کے مُطابق نہیں وہ کام کرنے والے پر مردود ہے، اور عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں، بہنوں کے ہوائی، فلسفانہ دلائل کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن میں، نہ سُنّت میں، نہ صحابہ کے قول و فعل میں ہے، قران کی جِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جِن احادیث اور صحابہ کے جِن اقوال کو اپنے طور پر اپنی تفسیر اور اپنی شرح میں ڈھال کر، دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اُن کا جواب گذر چُکا ہے، اور مزید یہ کہ نہ ہی ہم اہلِ سُنّت و الجماعت کے کسی بھی اِمام کی طرف سے اِس کام یعنی عید میلاد منانے کا کوئی ذِکر وارد ہوا ہے۔

ایک اہم بات

اور تو آپ چھوڑیئے، اُن کو دیکھیئے، جِن کو کچھ مُسلمان اِمام اعظم کہتے ہیں، جب کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گُستاخی ہے کہ اُن کی بجائے کِسی اور کو اِمام اعظم کہا جائے، اور ایسا کرنے والے میرے وہ کلمہ گو بھائی ہیں جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واشگاف دعویٰ دار ہیں، بہر حال اِس وقت ہمارا موضوع یہ نہیں ہے،

میں بات کر رہا تھا کہ اِمام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ رحمۃُ اللہ کی طرف دیکھیئے کیا اُن کو بھی قُرآن کی اِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کو روزہ رکھنے کی، عباس

اُن کو بھی قُرآن کی اِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کو روزہ رکھنے کی ، عباس رضی اللہ عنہُ کے ابو جہل کے بارے میں دیکھے ہوئے خواب کی ، زمانے اور وقت کے مُطابق محبت و عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اندز اظہار میں تبدیلی کرنے کی وہ وجہ اور ضرورت سمجھ نہیں آئی جو عید میلاد منوانے اور منانے والے اِن صاحبان جو کہ اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کے پیروکارو ہیں ، کو آ گئی ، جبکہ ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ نہ تو حکومت کرنے والوں میں سے تھے اور نہ ہی جہاد کرنے والوں میں کہ اِن کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے '''میلاد''' کی طرف توجہ نہ فرما سکے ، جیسا کہ '''میلاد''' منوانے اور منانے والے بھائی فلسفہ پیش کرتے ہیں ؟؟؟ اور اگر اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کو بھی وہی سمجھ آئی تھی اور وہی ضرورت محسوس ہوئی تھی تو انہوں نے میلاد کیوں نہیں منائی ؟؟؟ یا کم از کم کوئی بات ہی '''میلاد''' کے بارے میں کہی ہوتی ؟؟؟ اور اگر اُنہیں سمجھ نہیں آئی تھی تو پھر اُن کی اِمامیت کیسی ؟؟؟ پھر تو جِن کو اُن کے بعد یہ سمجھ آئی وہ اُن سے بڑے اِمام ہوئے ؟؟؟ یعنی یہ شاگرد یا مُرید بھائی اپنے ہی اِمام کے اِمام ہو گئے ؟؟؟ اِنّا لِلّٰہِ و اِنّا اِلیہِ رَاجِعُونَ ۔

اللہ امام ابو حنیفہ پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے ، چاروں اِماموں میں سے سب سے زیادہ مظلوم اِمام ہیں ، کہ اُن کے اپنے ہی پیروکار اُن سے اُن کی فقہ کے نام پر وہ کچھ منسوب کرتے ہیں جو اُن جیسے متقی اور صالح اِمام کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فَإِنَّ أَصدَقَ الحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ ، وَ خيرَ الهدٰى هدٰي محمَّدٍ ، وَ شَرَّ الأمورِ محدَثَاتها ، وَ كُلَّ محدَثةٍ بِدعَةٌ، وَكلَّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ ﴾ پس بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھی ہدایت محمد کی ہدایت ہے ، اور کاموں میں سب سے بُرا کام نیا بنایا ہوا ہے ،

اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ﴾ صحیح مُسلم / حدیث ۸۶۷،

ایک اور روایت جس میں مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا ﴿ اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے ﴾ کا ذِکر ابھی تھوڑی دیر پہلے کر چکا ہوں ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَن أحدث فی أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد ﴾ ﴿ جس نے ہمارے اِس کام (یعنی دِین) میں ایسا نیا کام بنایا جو اِس میں نہیں ہے تو وہ کام رد ہے ﴾ صحیح البُخاری / حدیث ۲۶۹۷ / کتاب الصلح / باب ۵۔

غور فرمایئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں ہر وہ کام مردود قرار دِیا گیا ہے جو دِین میں نہیں ہے ، کچھ لوگ کہتے ہیں ::: جو کام دِین میں سے نہیں وہ بدعت ہو سکتا ہے ، اور فلان فلان کام تو دِین میں سے ہیں ، جیسے ذِکر کرنا ، عید منانا وغیرہ :::

جی ہاں یہ کام دِین میں سے ہیں ، لیکن جب یہ کام ایسے طور طریقوں پر کیے جائیں جو دِین میں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مذکورہ بالا حُکم لاگو ہوتا ہے ، """دِین میں سے ہونا """اور """دِین میں ہونا """ دو مختلف کیفیات ہیں ، کِسی کام (قولی و فعلی ، ظاہری و باطنی ، عقیدہ ، اور معاملات کے نمٹانے کے احکام وغیرہ) کا دِین میں سے ہونا ، یعنی اُس کام کی اصل دِین میں """"""جائز"""""" ہونا ہے ، اور کِسی کام کا دِین میں ہونا ، اُس کام کو کرنے کی کیفیت کا دِین میں ثابت ہونا ہے ،

مَن گھڑت ، خود ساختہ طریقے اور کیفیات دِین میں سے نہیں ہیں ، ذِکر و اذکار ، عید ، صلاۃ و سلام ، یہ سب دِین میں تو ہیں ، لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ """ اِن کو کرنے کی کون سی کیفیت اور ہیئت دِین میں ہے ؟؟؟"""

قُران کی آیات کا اپنی طرف سے تفسیر و شرح کرنا ، صحیح ثابت شدہ سُنّت اور صحابہ

رضی اللہ عنہم کی جماعت کی موافقت کے بغیر اپنی طرف سے معنی ومفہوم نکالنا اور اُس کو بُنیاد بنا کر عِبادات وعقائد اخذ کرنے سے کوئی کام عبادت اور کوئی قول وسوچ عقیدہ نہیں بن سکتے، نہ ہی کچھ حلال وحرام کیا جا سکتا ہے، نہ ہی کچھ جائز و ناجائز کیا جا سکتا ہے، نہ ہی کسی کو کافر و مشرک و بدعتی قرار دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی ایسے بلا دلیل اور ذاتی اراء وفہم پر مبنی اقوال و افعال و اَفکار دِین کا جُز قرار پا سکتے ہیں، وہ یقیناً دِین میں نئی چیز ہی قرار پائیں گے، جِسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت قرار فرمایا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا اِن فرامین کے بعد دِین میں کِسی بھی نئے کام یعنی بدعت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، """ہر""" بدعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی قرار دِیا ہے، کِسی بدعت کو اچھا یعنی بدعتِ حسنہ کہہ کر جائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور میں کہتا ہوں کہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سئیہ کی تقسیم بذات خود ایک بدعت ہے۔

اِمام الالکائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا کہ:::

﴿**کُلّ بدعة ضلالة و اِن رآها الناسُ حسنه**﴾ ﴿ ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اُسے اچھا ہی سمجھتے ہوں ﴾، صحابہ رضی اللہ عنہم سے اِس موضوع پر بہت سے فرامین صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں، اِنشاء اللہ کبھی اُن کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی سعی کروں گا،

اِمام الشاطبی رحمہُ اللہ نے اپنی معروف کتاب """ الأعتصام """ میں ابن ماجشون سے نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے اِمام مالک علیہ رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ """جِس نے اِسلام میں نیا کام گھڑا اور (اُس کام کو) اچھی بدعت سمجھا تو گویا اُس نے یہ خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ﴿ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم ﴾ ﴿ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مُکمل کر دِیا ﴾ لہذا جو اُس دِن (یعنی جِس دِن آیت

نازل ہوئی) دین نہیں تھا وہ آج دِین نہیں ہوسکتا '''

بدعت کے بارے میں کچھ بات دسویں دلیل کے جواب میں کی جا چکی ہے ، اور انشاء اللہ تعالیٰ کسی الگ مضمون میں مزید بنیادی تفصیل اورشبہات کا جواب تیار کروں گا۔

آخری بات

محترم قارئین ؛ مجھے اُمید ہے کہ اب تک آپ یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دِن یا کِسی بھی اور خاص واقعہ رونما ہونے کے دِن کو کِسی بھی طور پر ''' تہوار''' بنا کر منانا اِسلامی طریقہ نہیں ، اور جب یہ اِسلامی طریقہ نہیں تو آپ خود ہی بتایئے یہ کام دِین کا حصہ کیسے ہوسکتا ہے ، اور اگر دِین کا حصہ نہیں اور یقیناً نہیں تو اِس پر اُجر وثواب کہاں ؟ بلکہ دِین سمجھ کر کرنے والے پر عتاب ضرور ہو گا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف اورصریح اُحکامات کی خلاف ورزی کر رہا ہے ، جیسا کہ جلیل القدر تابعی سعید بن المُسیب رحمہُ اللہ کا فتویٰ ہے جو کہ اِمام البیہقی نے اپنی '''سنن الکبریٰ''' صحیح اُسناد کے ساتھ نقل کیا کہ ''' سعید بن المُسیب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع اور سجدے کرتا ہے تو سعید نے اُسے اِس کام سے منع کیا ، اُس آدمی نے کہا ::: **يـا أَبَـا مُـحَمَّدٍ أَيُعَذِّبُنِي اللَّهُ عَلٰى الصَّلاَةِ** اے اُبا محمد کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا ؟ ::: تو سعید رحمۃُ اللہ علیہ نے جواب دِیا ::: **لَا وَلَـكِـن يُـعَـذِّبُكَ الـلـه بِخِلَافِ السُّنَّةِ** '''نہیں لیکن تمہیں سُنّت کی خِلاف ورزی پر عذاب دے گا''' ::: سنن البیہقی الکبریٰ / حدیث ۴۲۳۴ / کتاب الصلاۃ / باب ۵۹۳ **من لم يصل بعد الـفجر إلا ركعتي الفجر ثم بادر بالفرض** ، کی آخری روایت ، اِمام الالبانی نے صحیح قرار

دیا ''' اِرواء الغلیل / جلد۲ / صفحہ ۲۳۴''' ،

یہ میرا نہیں ، دو چار سو سال پہلے بنے ہوئے کسی ''' گستاخ فرقے ''' کا نہیں ، ایک تابعی کا فتویٰ ہے ، اِس پر غور فرمایئے ، اور بار بار فرمایئے ، یہ اتباع سُنّت ، محبت و عظمتِ رسول کے اظہار کا صحیح اور ہمیشہ سے انداز ہے تا کہ وہ جو کچھ اپنی اپنی منطق ، سوچ اور فلسفے کی بُنیاد آیات و احادیث کی تفسیر و تشریح کر کے بنایا جاتا ہے ،

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سُنّت کو پہچاننے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر اُس کام کو جاننے اور پہچاننے اور اُس سے بچنے اور کم از کم اُس پر اِنکار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو سُنّت کے خِلاف ہے ۔

میں نے بدعت کے موضوع کو وقت اور جگہ کی کمی کی وجہ سے طویل نہیں ہونے دِیا ، اگر کِسی پڑہنے والے کے دِل و دِماغ میں کوئی سوال یا شک ہو تو میری درخواست ہے کہ وہ خاموش نہ رہے بلکہ اپنے سوال یا شک کا اُظہار کرے ، تا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا شک رفع کیا جائے ۔

طلبگارِ دُعاء ، آپ کا بھائی ، عادِل سُہیل ظفر ،

۲۵ / صفر / ۱۴۲۲ ہجری ـــ 06/April/2005 عیسوی

adilsuhail@gawab.com

مُلحق رقم (۱)

کُچھ عرصہ پہلے کِسی نے میرے برقی خطوط کے جواب میں ایک نظم اِرسال کی ، جِس کا عنوان تھا """ کیا فضلیتیں ہیں محمد کے میم میں""" اور اِس کے ساتھ میرے لیے یہ پیغام بھی تھا """تُم لوگ حضور پاک سے مُحبت نہیں رکھتے بلکہ تُم لوگ گُستاخ ہو اورتُم لوگ اُصل عِلم اور اُس کی رمزیں نہیں جانتے ،تُم لوگ وہ ہو جو مسلمانوں کوحضور کی عظمت و محبت سے دور کر کے رہنا چاہتے ہو، یہ نظم پڑھ ، شاید تُم کوکچھ سمجھ آ جائے""" ،

الحمدُ للہ ،قطع نظر اِس کے کہ پیغام میں لغتاً کتنی غلطیاں تھیں ، اور ادباً کتنا ناروا انداز تھا ، میں نے اُس نظم کو پڑھا اور مجھے سمجھ بھی آ گئی اور اللہ نے اُس کا جواب لکھنے کی توفیق بھی عطاء فرما دی ،لیکن جب یہ جواب""" کیا فضلیتیں ہیں محمد کے میم میں""" بھیجنے والے کو اِرسال کِیا گیا تو اُس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دِیا گیا ، چونکہ""" کیا فضلیتیں ہیں محمد کے میم میں""" میلاد منانے والے طبقے کی طرف ہے اِس یہاں میں اُس کو اور اُس کے جواب """ میم نامہ""" کو اِس لیے نقل کر رہا ہوں کہ کئی لوگوں پر شاعرانہ پیرائے میں بیان کی گئی بات زیادہ اُثر کرتی ہے ، شاید اللہ تعالیٰ اِسے بھی کِسی ایسے کی ہدایت کا سبب بنا لے ۔

::: مُلاحظہ فرمایئے ::: کیا فضلیتیں ہیں محمد کے میم میں :::

ہے آمنہ میں میم حلیمہ میں میم ہے ::: محراب میں ہے میم تو منبر میں میم ہے
احرام میں ہے میم تو زم زم میں میم ہے ::: منار میں ہے میم تو مسجد میں میم ہے
مُجھ میں اگر ہے میم تو تُم میں بھی میم ہے ::: میلاد میں ہے میم تو محفل میں میم ہے

پیغام میں ہے میم تو پیمبر میں میم ہے ::: اِیمان میں ہے میم تو مُسلم میں میم ہے

کیا کیا فضلیتیں ہیں محمد کی میم میں

اسلام میں ہے میم تو مذہب میں میم ہے ::: نماز میں ہے میم تو کلمہ میں میم ہے

رحمان میں ہے میم تو رحمت میں میم ہے ::: محبوب میں ہے میم تو محبت میں میم ہے

احمد میں ہے میم تو محمد میں میم ہے ::: مُرید میں ہے میم تو مُرشد میں میم ہے

نماز میں ہے میم تو کلمہ میں میم ہے ::: آدم میں ہے اگر میم تو موسیٰ میں میم ہے

حامد میں میم ہے تو مدثر میں میم ہے ::: علی میں میم نہ سہی مولا میں میم ہے

مکے میں میم ہے تو مدینے میں میم ہے ::: اِس میم کا ہے راز الف لام میم ہے

اب ملاحظہ فرمایئے، **میم نامہ ::: بجواب** کیا کیا فضلیتیں ہیں محمد کی میم میں

م اِک حرفِ محض کے سِوا کُچھ نہیں

موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کُچھ نہیں

اُطاعت گر نہیں تو مُحبت کا دعویٰ کُچھ نہیں

پیروی ءِ سُنّت نہیں تو عشقِ رسول اللہ کُچھ نہیں

مخالفتِ محبوب ہو تو نعرہ ءِ وفاء کُچھ نہیں

موافقتِ قُرآن و سُنّت نہیں تو سِوائے جفاء کُچھ نہیں

مُطابقتِ قول اللہ و رسول نہیں تو کلام و فلسفہ کُچھ نہیں

یقین وعمل برمعنیٰ نہیں تو تسبیحِ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کُچھ نہیں

محمد میں م ہیں دو ، ح بھی ہے اور دال بھی
تُم نے صِرف م پر ہی کمان کیوں ڈال دِی
بِنا لحاظ ءِ فارسی ، سنسکرت اور عربی
کوئی بھی م کِسی م پر جڑ دِی

میں بھی دیتا ہوں کچھ مثالیں اِسی طرح
بن پڑے تُم سے تو جواب دو کِسی طرح

رحمان میں ہے م تو ھنومان میں بھی م ہے
قُرآن کریم میں ہے م تو رامائن میں بھی م ہے
محمد میں ہے م تو رام میں بھی م ہے
مسجد میں ہے م تو مندر میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمھاری م ، میری م ہے

اِسلام میں ہے م تو مسیحیت میں بھی م ہے
مسلمان میں ہے م تو مسیحی میں بھی م ہے
مُلّاں میں ہے م تو مونک میں بھی م ہے
اِیمان میں ہے م تو بے اِیمانی میں بھی م ہے

اِمام میں ہے م تو مقتدی میں بھی م ہے
حرام میں ہے م تو مُباح میں بھی م ہے
مکروہ میں ہے م تو مُستحب میں بھی م ہے
مقبول میں ہے م تو مردُود میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمہاری م ، میری م ہے
عُمر میں ہے م تو مایکل میں بھی م ہے
عثمان میں ہے م تو منوہر میں بھی م ہے
معاذ میں ہے م تو منوج میں بھی م ہے
فاطمہ میں ہے م تو مَیری میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمہاری م ، میری م ہے
مُرشد میں ہے م تو مُرید میں بھی م ہے
معلم میں ہے م تو تلمیذ میں بھی م ہے
مخدوم میں ہے م تو خادم میں بھی م ہے
ممدوح میں ہے م تو مذموم میں بھی م ہے

محنتی میں ہے م تو نکمے میں بھی م ہے
شرم میں ہے م تو بے شرمی میں بھی م ہے
مرد میں ہے م تو مُخنث میں بھی م ہے
مذکر میں ہے م تو مؤنث میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمھاری م ، میری م ہے

حاکم میں ہے م تو محکوم میں بھی م ہے
مالک میں ہے م تو مملوک میں بھی م ہے
مالدار میں ہے م تو مُفلس میں بھی م ہے
رحم میں ہے م تو ظلم میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمھاری م ، میری م ہے

مٹھاس میں ہے م تو نمکین میں بھی م ہے
متواضع میں ہے م تو متکبر میں بھی م ہے
معلوم میں ہے م تو مجہول میں بھی م ہے
مخالف میں ہے م تو موافق میں بھی م ہے

شمس میں ہے م تو قمر میں بھی م ہے
سمندر میں ہے م تو نُم میں بھی م ہے
آسمان میں ہے م تو زمین میں بھی م ہے
عقلمند میں ہے م تو اُحمق میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمہاری م ، میری م ہے

مخرج میں ہے م تو مدخل میں بھی م ہے
مُنتہیٰ میں ہے م تو مُبتداء میں بھی م ہے
مرہم میں ہے م تو زخم میں بھی م ہے
دائم میں ہے م تو مؤقت میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمہاری م ، میری م ہے

محبوب میں ہے م تو مغضوب میں بھی م ہے
مکشُوف میں ہے م تو مجُوب میں بھی م ہے
چمک میں ہے م تو ماند میں بھی م ہے
کامل میں ہے م تو نامکمل میں بھی م ہے

محمود میں ہے م تو سومنات میں بھی م ہے
تعمیر میں ہے م تو تدمیر میں بھی م ہے
متکلم میں ہے م تو اُبکم میں بھی م ہے
مولا میں ہے م تو مولیٰ میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے م تو تُم میں بھی م ہے
بتاؤ تو کیا ! تُمھاری م ، میری م ہے
نہیں محتاج علی ، مُرتضٰی یا مولا کی م کا
بِنا اِس کے ہی تھا مالک صفاتِ عظیم کا
حیرت ہے ! کہنے کو تُو ہے مُسلمان
نہیں ہے مگر تجھے اپنے مولا کی پہچان
صِرف اللہ ہی مولا ہے اُسکا جو ہے صاحبِ اِیمان
یہی سِکھاتا ہے ہمیں اللہ اور رسول کا فرمان
کِس فلسفے میں بھٹک رہا ہے تو اے نادان
سیکھ حدیثِ رسول اور اللہ کا قُرآن
اِنشاءَ اللہ نہیں ہو گا تجھے کوئی نُقصان
بات اگر تُو لے عادِل کی مان

مُلحق رقم (۲)

نظم ''' وہ اور تُم '''

آدیکھ اپنے اسلاف کے اِیمانِ با عمل کی تصویر
دشت وصحرا دریا و بیاباں چہار سُو نعرہ ءِ تکبیر
وہ کہ بدلتی تھی جِن کی تلوار قوموں کی تقدیر
نیست و نابود کی شِّرک و کُفر کی ہر تصویر

تھے ہر وقت وہ کُفر سے دست و گریباں
تُو کہ ہر وقت اُس سے ہے دست گیر
آزاد ہوئے ، دلیر ہوئے ، ہوئے جہاںباں و جہانگیر
پہنی جو لآ اِلٰــــہ اِلَّا الــلّــــــہ کی زنجیر

کاٹے گئے جلائے گئے ، گئے سینوں میں پِروئے تِیر
پکارا نہ کِسی کو نہ داتا نہ غوث نہ دستگیر
نہ ہوئے کِسی قبر کے مجاور نہ کِسی خانقاہ کے فقیر
تھا اِیمانِ کامل کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلّ شَیءٍ قَدیر

اب تُو ہے کہ تُجھے دیکھ کر میں ہوں دِلگیر
آنکھ تو خشک ہے مگر دِل بہاتا ہے نِیر
تُو کہ تیرے ہاتھ میں نہ تلوار نہ کمان نہ تِیر
ہاں نظر آتے ہیں تیرے پاس معازف و مزامیر
آہن پوشی چھوڑی لگا پہننے کمخواب و حریر
فرشِ زمیں گوارہ نہیں چاہتا ہے ریشمی سریر
تُو کہ یاد نہیں اقوالِ رسول نہ فرمانِ رب الکبیر
ہاں بُھولتا نہیں قصہءِ سسّی پنّوں رانجھا و ہیر

واہ تیرے اَقوال و اَفعال کہ اِک دُوجے کی نکیر
بات کرتا ہے سُنّت کی پہن کر تصوف کی زنجیر

رہتی تھی روح اُنکی سرشار تلاوتِ قُرآن سے
تیری روح کو ملتی ہے غذا طربءِ شیطان سے
دِل و دِماغ اُنکے تھے چسپاں رسول کے فرمان سے
کلاسیکل کہِیں اور گہِیں پاپ ھٹتا نہیں تیرے دھیان سے

عشقِ رسول در اطاعتِ رسول ٹپکتا تھا اُنکے اعمال سے
تیرا عِشقِ رسول کہ نکلتا نہیں پیر و مُرشد کے مقال سے
کِیا کرتے تھے وہ نعتِ رسول اپنی زُبانِ حال سے
تو کہ پڑھتا ہے نعت گویّوں کی لے و تال سے
آ پلٹ آ ، اور لے اَپنا راستہ اُن کا
دِیا جِنھوں نے عِشق و وفاء کو بے مثل اَنداز نیا
مقصدِ حیات تھا جِن کا سُرخرُوئی ءِ دِین ءِ اللہ
اللہ نے آزمایا تھا جِن کے دِلوں کا تقویٰ
چُن کر اُن کو پھر، بنایا اپنے حبیب کے صحابہ
چلا دے ہمیں بھی اُنکی راہ پر اے اللہ اے سچے مولا
کرتا ہے ہر دم عادِل تجھ سے یہ دُعا

www.truehonor.net

adilsuhail@gawab.com